الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 13 — جمعۃ المبارک 20؍اکتوبر 2006ء — 27؍رمضان المبارک 1427 ہجری قمری ۞ 20؍اخاء 1385 ہجری شمسی — شمارہ 42

آخری عشرہ میں عبادت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادت میں اتنی کوشش فرماتے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہ آتی۔

(صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یہ بڑا معجزہ ہے کہ ہمارے مخالف دن رات کوشش کر رہے ہیں اور جانکاہی سے طرح طرح کے منصوبے سوچ رہے ہیں اور سلسلہ کو بند کرنے کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں مگر خدا ہماری جماعت کو بڑھاتا جاتا ہے۔

حکمت اس میں یہ ہے کہ اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ روز بروز ترقی کرتا اور بڑھتا ہے۔

”(27؍دسمبر 1907ء بروز جمعہ جلسہ سالانہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر بے نظیر)

دیکھو اوّل اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ کا شکر ہے کہ آپ صاحبوں کے دلوں کو اس نے ہدایت دی اور باوجود اس بات کے کہ ہزاروں مولوی ہندوستان اور پنجاب کے تکذیب میں لگے ہے اور ہمیں دجّال اور کافر کہتے رہے آپ کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کا موقع دیا۔ یہ بھی اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ کا بڑا معجزہ ہے کہ باوجود اس قدر تکذیب اور تکفیر کے اور ہمارے مخالفوں کی دن رات کی سرتوڑ کوششوں کے یہ جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس وقت ہماری جماعت چار لاکھ سے بھی زیادہ ہوگی اور یہ بڑا معجزہ ہے کہ ہمارے مخالف دن رات کوشش کر رہے ہیں اور جانکاہی سے طرح طرح کے منصوبے سوچ رہے ہیں اور سلسلہ کو بند کرنے کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں مگر خدا ہماری جماعت کو بڑھاتا جاتا ہے۔ جانتے ہو کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ حکمت اس میں یہ ہے کہ اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ روز بروز ترقی کرتا اور بڑھتا ہے اور اس کا سلسلہ دن بدن رونق پکڑتا جاتا ہے اور اس کے روکنے والا دن بدن تباہ اور ذلیل ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کے مخالف اور مکذّب آخر کار بڑی حسرت سے مرتے ہیں۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہماری مخالفت کرنے والے اور ہمارے سلسلہ کو روکنے والے بیسیوں مر چکے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے ارادہ کو جو درحقیقت اس کی طرف سے ہے کوئی بھی روک نہیں سکتا اور خواہ کوئی کتنی ہی کوششیں کرے اور ہزاروں منصوبے سوچے مگر جس سلسلہ کو خدا شروع کرتا ہے اور جس کو وہ بڑھانا چاہتا ہے اس کو کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ اگر ان کی کوششوں سے وہ سلسلہ رُک جائے تو ماننا پڑے گا کہ روکنے والا خدا پر غالب آ گیا۔ حالانکہ خدا پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

پھر ایک یہ معجزہ ہے کہ ان لوگوں کی بابت جو ہزاروں لاکھوں ہمارے پاس آتے رہتے ہیں اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ نے براہین احمدیہ میں پہلے ہی سے خبر دے رکھی تھی۔ اور یہ وہ کتاب ہے جو عرب، فارس، انگلستان اور دیگر ممالک میں پچیس برس کا عرصہ گزرا شائع ہو چکی ہے۔ اس میں بہت سے اسی زمانہ کے الہام بھی درج ہیں۔ اور یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے جس سے کوئی یہودی، عیسائی، مسلمان، برہمو، آریہ انکار نہیں کر سکتا۔ اور اس کتاب کا ہمارے اشدّ العداوت یعنی مولوی محمد حسین صاحب نے اسی زمانہ میں ریویو بھی لکھا تھا اور اسی کتاب براہین احمدیہ میں آنے والی مخلوق کی صاف طور پر پیشگوئی درج ہے اور یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں بلکہ عظیم الشان پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے:

یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۔یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔یَرْفَعُ اللّٰہُ ذِکْرَکَ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (صفحہ241) اِذَا جَآءَ نَصْرُاللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَھٰی اَمْرُالزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ (صفحہ 240) وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ (صفحہ 491) فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ (صفحہ489) اِنِّیْ نَاصِرُکَ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُکَ۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (صفحہ 507)

یہ اس کی عبارت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس وقت تو اکیلا ہے مگر وہ زمانہ تجھ پر آنے والا ہے کہ تو تنہا نہیں رہے گا۔ فوج در فوج لوگ دور دراز ملکوں سے تیرے پاس آئیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ جب اس قدر مخلوق آئے گی تو آخر اُن کے کھانے کے واسطے بھی انتظام چاہئے۔ اس لئے فرمایا یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی وہ لوگ تحفے تحائف اور ہزاروں روپے تیرے لئے لے کر آویں گے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ (صفحہ 242) یعنی کثرت سے مخلوق تیرے پاس آئے گی۔ اس کثرت کو دیکھ کر گھبرانہ جانا اور ان کے ساتھ کج خلقی سے پیش نہ آنا۔

اس وقت جبکہ یہ الہام براہین احمدیہ میں شائع کئے گئے تھے قادیان ایک غیر مشہور قصبہ تھا۔ اور ایک جنگل کی طرح پڑا ہوا تھا۔ کوئی اسے جانتا بھی نہ تھا اور اتنے لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ اُس وقت بھی اِس کی یہی شہرت تھی بلکہ تم میں سے تقریباً سب کے سب ہی اس گاؤں سے ناواقف تھے۔ اب بتلاؤ کہ خدا کے ارادہ کے بغیر آج سے پچیس چھبیس برس پیشتر اپنی تنہائی اور گمنامی کے زمانہ میں کوئی کس طرح دعویٰ کر سکتا ہے کہ مجھ پر ایک زمانہ آنے والا ہے جبکہ ہزار ہا لوگ میرے پاس آئیں گے اور طرح طرح کے تحفے اور تحائف میرے لئے لاویں گے اور مَیں دنیا بھر میں عزت کے ساتھ مشہور کیا جاؤں گا“۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ374-375)

شہر رمضان۔ انسان کی روحانی تکمیل کا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جس قدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں ان میں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یہاں پر جو شَھْرُ رَمَضَان واسطے صیام کے اللہ تعالیٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اس میں ایک عجیب سرّ یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں (9) مہینہ ہے۔ یعنی 1۔محرم 2۔صفر 3۔ ربیع الاول 4۔ ربیع الثانی 5۔ جمادی الاوّل 6۔ جمادی الثانی 7۔ رجب 8۔شعبان 9۔ رمضان۔ اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ماہ میں ہی ہوتی ہے اور عدد نو کا فی نفسہٖ بھی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اسی کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لاغیر۔ پس اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہئے۔ اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا۔......حتی کہ نواں مہینہ رمضان شریف کا آ گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہوا کہ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة:186)۔ یہاں تک کہ مومن متبع کو روزے رکھتے رکھتے آخری عشرہ رمضان شریف کا بھی آ گیا۔ پس اب تو ظلمات جسمانیہ اور تکدرات ہیولانیہ سے پاک و صاف ہو گیا تو عالم ملکوت کی تجلیات بھی اس کو ہونے لگیں اور طاق تاریخوں میں مکالمات الٰہیہ کا مورد ہو گیا اور یہی حقیقت ہے لَيْلَةُ الْقَدْرِ کی جو آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور اس لئے شارع اسلام نے تعیین لیلۃ القدر کی 27 شب مقرر فرما دی کیونکہ درصورت 29 دن ہونے شہر رمضان کے وہی 27 شب آخری طاق شب ہو جاتی ہے جس میں تکمیل روحانی انسان متبع کے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ شب 27 کی ایک عجیب مبارک شب ہے جس میں قرآن مجید بھی نازل ہوا۔ کما قال تعالیٰ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۔﴾ (القدر:2-4) ایضًا قال اللہ تعالیٰ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ (الدخان :4) اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دونوں رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بھی باقی نہیں رہا۔ اور ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر:2-4) میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اس لئے مذکور نہیں ہوا کہ جملہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اشد درجہ منتظر تھے۔ کیونکہ تمام کتب میں آپ کی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تھیں اور اب تک موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام آپ کے منہ میں ڈالا جانا بھی بائبل میں اب تک پایا جاتا ہے‘‘۔ (خطبات نور ۔ صفحہ 231-232)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

رمضان۔ غرباء اور مساکین کی خبر گیری کا احساس بیدار کرنے والا مہینہ

’’جب روزہ دار روزوں میں بھوک پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں تو ان میں غرباء اور مساکین کی خبر گیری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یہ پُر حکمت نکتہ بیان فرمایا:

’’درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کا حق انہی کو ہے جن کو وہ چیزیں دی گئی ہیں۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔ روپیہ ہمارا ہے، کھانے پینے کی چیزیں ہماری ہیں مگر حکم یہ ہے کہ دوسروں کو ان سے فائدہ پہنچاؤ۔..........پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غرباء کے لئے تسکین کا موجب بنایا ہے تا کہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہماری فقر و فاقہ کی زندگی کس کام کی۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ میں انہیں یہ گُر بتایا ہے کہ اگر وہ اس فقر و فاقہ کی زندگی کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزاریں تو یہی انہیں خدا تعالیٰ سے ملا سکتی ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375-378)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

رحمتوں کو لُٹانے کا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’یہ مہینہ رحمتوں کو لُٹانے کا ہے۔ خدا آسمان سے زمین پر اِس لئے آیا ہے کہ اُس کے فضلوں کو، اُس کی برکتوں کو اور اُس کی رضا کو پائیں، اس کی خوشنودی حاصل کریں۔ پس اس مہینہ سے جتنا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہو اٹھاؤ۔ اس مہینہ میں تم جتنی خدا تعالیٰ کی رضا پا سکتے ہو اس کے پانے کی کوشش کرو۔ اپنے دنوں کو بھی اپنی راتوں کو بھی ایسے دن اور ایسی راتیں بناؤ کہ جو دن اور راتیں تمہارے خدا کو محبوب بن جائیں۔ پھر عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے رہو کہ اے خدا ان کاموں کی ہمیں توفیق دے جن کے نتیجہ میں تو خوش ہو جائے اور اُن کاموں سے بچا جن کاموں کے نتیجہ میں تُو ہم سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان تیرے در کا کُتّا ہے تُو خود اس کو زنجیر ڈال کہ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہو اور ہمیں نقصان نہ پہنچائے۔ کیونکہ اپنی طاقت اور اپنے زور کے ساتھ ہم اُس کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے‘‘۔

(روزنامہ الفضل 13/نومبر 2003)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

غرباء سے للّٰہی محبتوں کو بڑھانے کا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’وہ لوگ جو خدا کی خاطر کسی کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ڈھونڈیں ایسے لوگ جن کا کھانے پینے کا معیار روزمرہ کا اتنا اونچا نہیں جتنا ان کا ہے۔ اور وہ اگر ان کو بھیج دیں تو......وہ اپنے جیسے دولتمندوں میں دولت کے چکر لگانے کے مترادف نہیں رہے گا۔ پس افطاریوں میں بھی بہتر یہی ہے کہ آپ اپنے ہمسایوں کو دیکھیں، ارد گرد جگہ تلاش کریں اور روزمرہ واقف جو آپ کے دکھائی دیتے ہیں ان کو بھیجیں مگر صدقے کے رنگ میں نہیں۔ کیونکہ افطاری کا تعلق محبت بڑھانے سے ہے اور رمضان کے مہینے میں اگر آپ کچھ کھانا بنا کے بھیجتے ہیں تو طبعی طور پر محبت بھی بڑھتی ہے۔ اور دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ اس عزت اور احترام سے چیزدیں کسی غریب کو یا ایسے شخص کو جو نسبتاً غریب ہے کہ اس میں محبت کا پہلو غالب ہو اور صدقے کا کوئی عنصر بھی شامل نہ ہو تو یہ وہ افطاری ہے جو آپ کے لئے باعث ثواب بنے گی اور آپ کے حالات بھی سدھارے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس طرح اوپر کے اور نچلے طبقوں کے درمیان آپس میں محبت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/جنوری 1997)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

آپؒ نے ایک مومن کے لئے ’’سچی عید‘‘ کیا ہوتی ہے؟ کی وضاحت کرتے ہوئے ایک اور موقع پر فرمایا:

’’اور آئندہ عید میں بھی میرا وہ پیغام یاد رکھیں کہ آپ کی سچی عید تب ہو گی جب آپ غریبوں کی عید کریں گے، ان کے دکھوں کو اپنے ساتھ بانٹیں گے، ان کے گھر پہنچیں گے، ان کے حالات دیکھیں گے، ان کی غریبانہ زندگی پر ہوسکتا ہے آپ کی آنکھوں سے کچھ رحمت کے آنسو برسیں۔ کیا بعید ہے کہ وہی رحمت کے آنسو آپ کے لئے ہمیشہ کی زندگی سنوارنے کا موجب بن جائیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کو پہلے علم نہ ہو کہ غربت کیا ہے، اس وقت پتہ چلے اور آپ کے اندر ایک عجیب انقلاب پیدا ہو جائے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16/فروری 1996ء۔ الفضل انٹرنیشنل 5/اپریل 1996ء)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

رمضان۔ عبادات کی طرف خصوصی توجہ کا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماہ رمضان کی فضیلت اور اس میں کی گئی دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں فرمایا:

’’اس یقین کے ساتھ جب ہم دعائیں مانگیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سنے گا۔ یہ نہیں کہ منہ سے تو کہہ دیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین ہے اور ایمان ہے لیکن جو اس کے احکامات ہیں ان پر عمل نہ ہو۔ نمازیں سال کے سال صرف رمضان میں پڑھنے کی کوشش کی جا رہی ہو یا کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، بہت فضل ہے جماعت پر کہ دوسروں کے مقابلے میں جماعت کی ایک بڑی تعداد نمازیں ادا کرنے والی ہے، نمازیں پڑھنے والی ہے۔ لیکن باجماعت نمازوں کی طرف ابھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس میں ابھی بہت کمی ہے۔

تو یہ رمضان ہمیں ایک دفعہ پھر موقع دے رہا ہے کہ ہم خدا کے آگے جھکیں جس طرح جھکنے کا حق ہے۔ اس کی عبادت کریں جس طرح عبادت کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کا یقیناً جواب دے گا۔ اور یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم ان عبادتوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ اگر یہ ہو جائے تو اس سے ہم انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی سالوں میں ہونے والی ترقیات کو دنوں میں واقع ہوتے دیکھیں گے۔

اس لئے مَیں پھر یہی کہوں گا کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔ دوسروں کے پاس دعائیں کروانے کی بجائے (بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ اپنا اپنا ایک حلقہ بنایا ہوا ہے، وہاں دعائیں کروانے کے لئے جاتے ہیں، اور خود توجہ نہیں ہوتی) خود اللہ تعالیٰ کی ذات کی قدرتوں کا تجربہ حاصل کریں............۔

پس ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانیں تر رکھیں اور یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہمارا ہر فعل اور ہر عمل اور اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والا ہر قدم ایسا ہو جس سے اللہ تعالیٰ دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں اپنے پیار کی چادر میں لپیٹ لے‘‘۔ (اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اکتوبر 2004ء)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

حق تلاوت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ (البقرة:122)۔ ترجمہ: وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی (اسی طرح) پیروی کرتے ہیں جس طرح اس کی پیروی کرنی چاہئے۔

حق تلاوت یہ ہے کہ کتاب الٰہی پڑھے۔ ایمان سے، محبت سے، درد دل سے، غور و فکر سے، خوش آوازی سے، عمل کے لئے مقدم کرنے کے لئے، طلب ہدایت کے لئے، عبرت کے لئے، باقاعدہ اور دن رات کے مختلف اوقات میں اور کچھ حصہ حفظ بھی ہو‘‘۔

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ جلد دوم صفحہ 818)

صداقت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

(احسان الله دانش- ربوه)

چوتھی اور آخری قسط

آنحضور ﷺ کی صداقت کا ایک ثبوت آپ کے صحابہ کا عدیم المثل ایمان بھی ہے

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا آنحضور ﷺ پر غیر متزلزل، پختہ اور روز افزوں ترقی کرتا ہوا ایمان بھی اس بات کا ایک ثبوت ہے کہ قرآنِ کریم بلا تحریف وتبدل اُن تک پہنچ رہا ہے۔ آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اُن کے سامنے تھا اور وہ کامل طور پر اس ایمان پر قائم تھے کہ آپؐ جو کلام الٰہی ہم تک پہنچا رہے ہیں وہ حرف بحرف وحیٔ الٰہی ہے اور ہر قسم کے ردوبدل سے پاک ہے۔ ان کا ایمان اس بات کا گواہ ہے کہ وہ دل کی گہرائی سے مانتے تھے کہ یہ سلسلہ خدائی ہے۔ اور پوری دیانت داری اور حفاظت کے ساتھ ان تک پہنچ رہا ہے تبھی تو ایمان کی اعلیٰ نظارے دکھائے اور آگے پیچھے اور دائیں بائیں لڑنے کے وعدے ایفا کئے اور اس شان سے کئے کہ جب بھی کوئی اس الٰہی پیغام کی حفاظت میں جان کا نذرانہ پیش کرتا تو فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَہ کا نعرہ لگاتے ہوئے دُنیا چھوڑتا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجیع...) چنانچہ بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ قرآن کریم کے معاملے میں صحابہ بہت زیادہ حساس تھے۔ قرآنِ کریم اور رسول کریم ﷺ پر ایمان کا دارومدار ہستی باری تعالیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ اور کلام الٰہی کی سچائی پر تھا۔ وہ اپنے سردھڑ کی بازی اسی ایمان کی حرارت کی وجہ سے لگاتے تھے۔ ماؤں کے دلارے اور باپوں کے سہارے، بہنوں کے پیارے اور بیویوں کے سہاگ اسی ایمان کی پختگی کی وجہ سے خدا کی راہ میں قربان ہونے کو مچل رہے تھے۔ پس کس طرح ممکن ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت پر حرف آنے کے ادنیٰ سے شک پر بھی وہ خاموش رہتے؟ وہ کہ جو مرتے وقت یہ شعر پڑھا کرتے کہ:

فلست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای جنب کان للہ مصرعی
و ذلک فی ذات الألہ و ان یشاء
یبارک علی اوصال شلو ممزع

جبکہ مَیں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل ہو رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں کہ خدا کی راہ میں مَیں کس پہلو پر گرتا ہوں۔ اور یہ شہادت تو معبود خدا کی خاطر ہی ہے پس اگر وہ چاہے تو مَیں کٹ کر جس پہلو پر بھی گروں اسی میں وہ برکت ڈال دے گا۔

یہ وہی جانثار تھے کہ دورانِ قید جب ان سے یہ کہا گیا کہ کیا تمہارا دل نہیں کرتا کہ آج محمد (ﷺ) تمہاری جگہ ہوتے اور تم چین سے اپنے گھر میں رہ رہے ہوتے۔ تو دشمنوں کے شکنجوں میں پھنسے ہوئے وہ عاشقان کس درجہ تڑپ سے کہتے کہ ہمیں تو یہ بھی منظور نہیں کہ ہم اپنے گھروں میں آرام سے ہوں اور رسولِ خدا ﷺ کے پاؤں میں راہ چلتے کوئی کانٹا بھی چُبھ جائے۔

(بخاری کتاب المغازی باب واقعه بئر میؤنه)

میرے آقا ﷺ کے صحابہ تو یہ کہا کرتے تھے کہ:

''(اے خدا کے رسولؐ) ہم آپ سے وہ کچھ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا 'جا تو اور تیرا رب جا کر اُن دُشمنوں سے جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔' بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی اور خدا کی قسم! دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک ہماری لاشوں کو نہ روندلے۔''

(بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لھم)

کیا اس بوڑھی عورت کا قصہ نہیں پڑھا کہ جب غزوہ اُحد کے بعد آنحضور ﷺ کی شہادت کی افواہ مدینہ میں گردش کرنے لگی تو کیسے وہ بوڑھی خاتون گرتی پڑتی شہر سے باہر تک پہنچ گئیں۔ اس کا بوڑھا شوہر، جس کے سہارے زندگی کے دکھ کاٹے اور جس کے ساتھ عمر کے سکھ دیکھے، اسی جنگ میں شرکت کرنے گیا تھا۔ اس کا بھائی، اس کے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اس کی طاقت، اسی جنگ میں شرکت کرنے گیا تھا۔ اس کا بڑھاپے کا اکلوتا سہارا، اس کا جواں سال بیٹا، اسی جنگ میں شرکت کرنے گیا تھا۔ کیا وہ ان کی تلاش میں گئی تھی۔ نہیں! وہ بوڑھی آنکھیں آنے والوں میں ایک ہی چہرہ تلاش کر رہی ہیں۔ ہر آنے والے سے پوچھتی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی خیریت کی خبر دو! ایک کہتا ہے کہ اے بڑھیا تیرا خاوند شہید ہو گیا، تڑپ کر بولی۔ رسول کریم ﷺ کی تو سناؤ! اس نے کہا تیرا بھائی بھی شہید ہو گیا، پھر وہی پکار، رسول کریم ﷺ کی خیریت ہی کی خبر تو دے دو! کہنے والے نے پھر کہا کہ تیرا جواں سال بیٹا بھی شہید ہو گیا مگر پھر وہی ایک سوال، کہ خدارا رسول خدا کی خبر دو۔ جب بتایا گیا کہ وہ بخیریت ہیں تو گویا ایک گونہ آگ سے باہر نکل آئی کہ آپ محفوظ ہیں تو سب غم آسان ہیں۔

(السیرة النبویة لابن ہشام، الجزء الثالث صفحه 31، دار التوفیقة للطباعة بالازھر)

یہ تو صحابیاتؓ کی محبت کا حال تھا جنہیں آپ ﷺ کی ذات مبارک کو اتنا قریب سے اور اتنا کثرت سے دیکھنے کا موقع مرد صحابہؓ کی نسبت کم ملا تھا۔ پس صحابہ کے غم کا اندازہ لگائیں کہ وفات کے وقت کیا حال ہوگا۔ حضرت عمرؓ ہیں تو وہ تسلیم ہی نہیں کر رہے کہ آنحضور ﷺ فوت بھی ہو سکتے ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ جس نے ایسا لفظ بھی منہ سے نکالا اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ حسان بن ثابت انصاری کے اشعار بھی اسی محبت کی ترجمانی کر رہے ہیں کہ ؎

کنت السواد لناظری فعمی علی الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احا ذر

کہ اے محمد ﷺ تو ہی تو میری آنکھوں کا نور تھا تیرے جانے سے مَیں تو اندھا ہو گیا۔ اب تیرے بعد جو مرضی جئے یا مرے مجھے تو تیرے ہی جانے کا خطرہ تھا۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی و وفاته)

پھر دیکھئے، حضرت خالد بن ولید ؓ کا بستر مرگ پر بے قراری سے اس حسرت کا اظہار کرنا کہ مَیں تو جب بھی جنگ کے میدان میں اترا، شوقِ شہادت لے کر اترا۔ لیکن یہ خواہش حسرت ہی رہی۔ آج میرے جسم پر کوئی حصہ ایسا نہیں جس نے راہِ اسلام میں زخم نہ کھایا ہو۔ لیکن آج میں بے بس بسترِ مرگ پر پڑا جان دے رہا ہوں۔ ذرا تاریخ کے اوراق چھانیے کہ آنحضور ﷺ کے پیروکاروں کے علاوہ اور کس نبی کے پیروکاروں کی طرف سے جان قربان کرنے کی اس تمنا کا اظہار اور اس شان کے ایمان کا نمونہ ملتا ہے۔

بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ صداقت رسول کریم ﷺ پر انہیں اتنا یقین تھا کہ آپ پر نازل ہونے والے کلام میں ذرا سی تبدیلی کے شک پر وہ بپھرے ہوئے شیروں کی طرح اُٹھ کھڑے ہوتے۔ کیا معترض نے وہ واقعہ نہیں پڑھا کہ جب حضرت عمرؓ اسلام سے قبل غصے کی حالت میں اپنی بہن کو مار رہے تھے۔ بہن کا لہو دیکھ کر جب غصّہ کی حالت سے باہر آئے تو قرآن کے وہ اوراق مانگے جو وہ پڑھ رہی تھیں۔ کس طرح وہ مظلوم عورت صاف انکار کر دیتی ہے کہ تم اس حالت میں قرآن کو چھو بھی نہیں سکتے۔ اس تکلیف دہ چوٹ کے بعد بھی کہ جب لہو بہہ رہا تھا قرآن کی تکریم کس درجہ عزیز تھی۔ کس طرح ممکن ہے اس درجہ صاحب ایمان جانثار صحابہ وصحابیات تحریف قرآن کی کسی بھی کوشش پر خاموشی اختیار کرتے۔

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک صحابی ہشام بن حکیم بن ہشامؓ نے قرآن کی چند آیات اس انداز میں پڑھیں جو آپ کے نزدیک درست نہیں تھا۔ اس پر آپ ان کو چادر سے پکڑے گھسیٹتے ہوئے آنحضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ اس وقت رسول کریم نے فرمایا کہ عمر اسے جانے دو یہ درست پڑھ رہا ہے۔ یہ آیات اس قرأت میں اسی طرح ہیں۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن باب انزل القرآن علی سبعة احرف)

پھر ایک اور روایت میں ایک صحابی حضرت عبد اللہؓ ایک آیت کو اور طرح سن کر پڑھنے والے کو لے کر فوراً رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے وہی فیصلہ فرمایا جو حضرت عمرؓ کے معاملہ میں فرمایا تھا۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اقرءُوا القرآن مائتلف قلوبکم)

ذرا دیکھئے تاریخ کیا کہتی ہے:

حضرت بلال بن رباح ؓ امیہ بن خلف کے ایک حبشی غلام جب ایمان لائے تو امیّہ ان کو دوپہر کے وقت جبکہ آسمان سے آگ برس رہی ہوتی اور مکہ کا پتھریلا میدان بھٹی کی طرح تپ رہا ہوتا، باہر لے جاتا اور ننگا کر کے زمین پر لٹا دیتا۔ بڑے بڑے گرم پتھر ان کے سینے پر رکھ کر کہتا کہ لات اور عزّیٰ کی پرستش کر اور محمدؐ سے علیحدہ ہو جا ورنہ اسی طرح عذاب دے کر مار دوں گا۔ حضرت بلالؓ صرف اتنا کہتے اَحَد، اَحَد یعنی اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ ایک ہی ہے۔ یہ جواب سن کر امیّہ اور بھڑک اُٹھتا اور ان کے گلے میں رسّہ ڈال کر انہیں شریر لڑکوں کے حوالہ کر دیتا۔ وہ ان کو مکہ کے پتھریلے گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے جس سے ان کا بدن لہولہان ہو جاتا مگر ان کی زبان سے سوائے اَحَد، اَحَد کے اور کوئی کلمہ نہ ادا ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان پر ڈھائے جانے والے یہ ظلم وستم دیکھ کر ایک بڑی قیمت دے کر انہیں خرید ا اور آزاد کر دیا۔

(اسد الغابةزیر حالات حضرت بلالؓ)

ہجرت کے ساتویں سال کے سفر کے وہ واقعات دیکھیں جب رسول کریم ﷺ اپنے بعض رؤیا اور کشوف کی بنا پر یہ سمجھے کہ اس سال مسلمان حج کر کے لوٹیں گے۔ صحابہ کس درجہ پُر یقین تھے کہ وہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوں گے اور ایک ذرہ بھی ان میں شک کا عنصر نہ تھا۔ کیا ایک جھوٹے کی بات سُن کر ایسا یقین ہوتا ہے؟ اس وقت جب حج نہ ہوسکا تو شدید صدمہ کا شکار ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے یہی سوال اُٹھایا کہ کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں اور اللہ کا وعدہ سچا نہیں؟

(بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحدیبیة)

صلح حدیبیہ کے موقع پر شدید صدمہ کا شکار ہونا کیسا واضح ثبوت ہے کہ صحابہ کے وہم وگمان میں بھی کبھی یہ بات نہ آئی تھی کہ رسول کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی خبروں میں کوئی شک بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ رسول خدا ﷺ کی زبان سے کوئی ناحق بات بھی نکل سکتی ہے۔ اسی یقین کی دولت پر تو خدا نے صلح حدیبیہ جیسی نعمت سے نوازا تھا۔ اور صحابہ کا یہ ایمان دن بدن بڑھ ہی رہا تھا کم نہیں ہو رہا تھا اور عمر بھر کے تجربہ کے بعد انہوں نے یقین میں اور ترقی کی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے:

حضرت خباب بن الارت ؓ ان خوش نصیبوں میں سے تھے جنہوں نے چھٹے نمبر پر اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی اس لئے سادس الاسلام کہلائے۔ آپؓ آہن گری کا کام کرتے تھے۔ مشرکین مکہ آپ کو سخت تکالیف دیتے حتیٰ کہ آپ کی بھٹی سے کوئلے نکال کر ان پر آپ کو لٹا دیتے اور چھاتی پر پتھر رکھ دیتے تا کہ آپ ہل بھی نہ سکیں۔ آپؓ نے ایک لمبے عرصہ تک تکلیفیں اٹھائیں۔ لوہے کی زرہیں پہنا کر آپ کو دھوپ میں ڈال دیا جاتا اور زرہیں دھوپ میں انگارہ ہو کر آپ کو جھلساتیں۔ آپ بے حال ہو جاتے مگر استقامت کا کوہ وقار بنے رہتے۔ آپؓ نے ایک دفعہ بتایا کہ مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر بھی گھسیٹا جاتا پھر میری کمر کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھتی۔ ان دردناک حالات کے باوجود جب اسلام کو ترقی ہوئی اور فتوحات کا دروازہ کھلا تو اس بات پر رویا کرتے تھے کہ خدانخواستہ ہماری تکالیف کا بدلہ کہیں اس دنیا میں ہی تو نہیں مل گیا۔

(اسد الغابہ زیر حالات حضرت خباب بن الارتؓ)

پس رسول کریم ﷺ کے صحابہ کی آپؐ سے اور آپ کی وساطت سے ملے ہوئے کلام پر غیر متزلزل ایمان، محبت، عشق اور ان کی فدائیت گواہ ہے کہ وہ تمام تر اس یقین سے گندھے ہوئے تھے کہ قرآن کریم ایک الٰہی تعلیم ہے اور رسول کریم ﷺ خدا کے سچے رسول ہیں۔

طوالت کے خوف سے تمام واقعات تو درج نہیں کیے جا سکتے۔ مکی زندگی کے بہیمانہ ظلم وستم سے بھرے

ہوئے تیرہ سالوں کے وہ تپتے دن اور تاریک راتیں گواہ ہیں۔ مدنی دور کی بے چین راتیں اور ہیبت ناک ابتلا شاہد ہیں کہ آپؐ اور آپؐ کے ساتھی سسکتی زندگی کے ان شب روز میں بھی اس الٰہی امانت کی تن دہی سے حفاظت کرتے رہے۔ اگر رسول کریم خدا کے سچے رسول نہیں تھے بلکہ یہ کاروبار کسی اور مقصد کے لیے شروع کیا گیا تھا تو کہیں تو کمزوری نظر آتی۔ خاص طور پر جبکہ مخالفین کی طرف سے یہ کھلا پیغام تھا کہ یہ ظلم وستم بھی ختم ہو جائے گا اور ہم آپ کو سینوں سے لگالیں گے مال و دولت، عزت وجاہ اور سرداری سے نوازیں گے بس آپ ہمارے معبودوں کے بارہ میں اپنے پر نازل ہونے والے کلام میں سے سخت الفاظ نکال دیں۔

پھر صحابہ کا یہ ایمان آخر دم تک قائم رہا حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے تمام موجود صحابہؓ سے اس امر کی گواہی لی کہ آپؐ نے الٰہی امانت کو ان تک کامل اور مکمل طور پر پہنچا دیا ہے۔ دُنیا کی کوئی بھی عدالت چند گواہوں پر ہی فیصلہ کر دیتی ہے۔ پس ان لاکھوں گواہوں کی گواہی کیوں کر جھٹلائی جا سکتی ہے۔ قدم قدم پر ایسی گواہیاں ہیں کہ باقی تاریخ میں کسی بھی بڑے سے بڑے انسان کو اس شان کی ایک گواہی بھی نصیب نہیں ہوئی۔ پس آپؐ کے قریبی صحابہؓ جنہوں نے زندگی کے ہر موڑ پر آپؐ کے اسوہ کا گہری نظر سے مشاہدہ کیا تھا، آپؐ کے بارہ میں کامل طور پر اس ایمان پر قائم تھے کہ آپ بلاشبہ ایک راست باز انسان تھے اور خدا کے سچے نبی تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ صحابہ آنحضرت ﷺ نے ایمانی صدق دکھلایا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی آبروؤں کو اسلام کی راہوں میں نہایت اخلاص سے قربان کیا اس کا نمونہ اور صدیوں میں تو کجا خود دوسری صدی کے لوگوں یعنی تابعین میں بھی نہیں پایا گیا اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی تو تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مرد صادق کا منہ دیکھا تھا جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی کفار قریش کے منہ سے بھی بے ساختہ نکل گئی اور روز کی مناجاتوں اور پیار کے سجدوں کو دیکھ کر اور فنا فی الاطاعت کی حالت اور کمال محبت اور دلدادگی کے منہ پر روشن نشانیاں اور اس پاک منہ پر نور الٰہی برستا مشاہدہ کر کے کہتے تھے عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ کہ محمد ﷺ اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ اور پھر صحابہ نے صرف وہ صدق اور محبت اور اخلاص ہی نہیں دیکھا بلکہ اس پیار کے مقابل پر جو ہمارے سید محمد ﷺ کے دل سے ایک دریا کی طرح جوش مارتا تھا خدا تعالیٰ کے پیار کو بھی تائیدات خارق عادت کے رنگ میں مشاہدہ کیا۔ تب ان کو پتہ لگ گیا کہ خدا ہے اور ان کے دل بول اٹھے کہ وہ خدا اِس مرد کے ساتھ ہے۔ انہوں نے اس قدر عجائبات الٰہیہ دیکھے اور اس قدر نشانِ آسمانی مشاہدہ کئے کہ ان کو کچھ بھی اس بات میں شک نہ رہا کہ فی الحقیقت ایک اعلیٰ ذات موجود ہے جس کا نام خدا ہے اور جس کے قبضۂ قدرت میں ہر یک امر ہے اور جس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے وہ کام صدق وصفا کے دکھلائے اور وہ جانفشانیاں کیں کہ انسان کبھی کر نہیں سکتا جب تک اس کے تمام شک وشبہ دور نہ ہو جائیں۔ اور انہوں نے بچشم خود دیکھ لیا کہ وہ ذات پاک اسی میں راضی ہے کہ انسان اسلام میں داخل ہو اور اس کے رسول کریم کی بدل و جان متابعت اختیار کرے۔ تب اس حق الیقین کے بعد جو کچھ انہوں نے متابعت دکھلائی اور جو کچھ انہوں نے متابعت کے جوش سے کام کئے اور جس طرح پر اپنی جانوں کو اپنے برگزیدہ ہادی کے آگے پھینک دیا یہ وہ باتیں ہیں کہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ انسان کو حاصل ہو سکیں جب تک کہ وہی بہار اس کی نظر کے سامنے نہ ہو جو صحابہ پر آئی تھی“۔

(روحانی خزائن جلد ششم شہادۃ القرآن صفحہ346,345)

ضرورت زمانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اور وہ پہلی دلیل جو قرآن شریف نے اپنے منجانب اللہ ہونے پر پیش کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ عقل سلیم ایک سچی کتاب اور ایک سچے اور منجانب اللہ رسول کے ماننے کے لئے اس بات کو نہایت بزرگ دلیل ٹھہراتی ہے کہ ان کا ظہور ایک ایسے وقت میں ہو جبکہ زمانہ تاریکی میں پڑا ہو۔ اور لوگوں نے توحید کی جگہ شرک اور پاکیزگی کی جگہ فسق اور انصاف کی جگہ ظلم اور علم کی جگہ جہل اختیار کر لیا ہو اور ایک مصلح کی اشد ضرورت ہو۔ اور پھر ایسے وقت میں وہ رسول دنیا سے رخصت ہو جبکہ وہ اصلاح کا کام عمدہ طور سے کر چکا ہو اور جب تک اس نے اصلاح نہ کی ہو دشمنوں سے محفوظ رکھا گیا ہو اور نوکروں کی طرح حکم سے آیا ہو اور حکم سے واپس گیا ہو۔ غرضیکہ وہ ایسے وقت میں ظاہر ہو جبکہ وہ وقت بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہا ہو کہ ایک آسمانی مصلح اور کتاب کا آنا ضروری ہے اور پھر ایسے وقت میں الہامی پیشگوئی کے ذریعہ سے واپس بلایا جائے کہ جب اصلاح کے پودہ کو مستحکم کر چکا ہو اور ایک عظیم الشان انقلاب ظہور میں آچکا ہو۔

اب ہم اس بات کو بڑے فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ یہ دلیل جس طرح قرآن اور ہمارے نبی ﷺ کے حق میں نہایت روشن چہرہ کے ساتھ جلوہ نما ہوئی ہے کسی اور نبی اور کتاب کے حق میں ہرگز ظاہر نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کا یہ دعویٰ تھا کہ میں تمام قوموں کے لیے آیا ہوں۔ سو قرآن شریف نے تمام قوموں کو ملزم کیا ہے کہ وہ طرح طرح کے شرک اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (الروم:42) یعنی دریا بھی بگڑ گئے اور جنگل بھی بگڑ گئے۔ اور پھر فرماتا ہے ﴿لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (الفرقان:2) یعنی ہم نے تجھے بھیجا تا کہ دنیا کی تمام قوموں کو ڈراوے یعنی ان کو متنبہ کرے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی بدکاریوں اور عقیدوں کی وجہ سے سخت گنہگار ٹھہری ہیں۔ یاد رہے کہ جو اس آیت میں نذیر کا لفظ دنیا کے تمام فرقوں کے مقابل پر استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی گنہگاروں اور بدکاروں کو ڈرانا ہے اسی لفظ سے یقینی سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کا یہ دعویٰ تھا کہ تمام دینا بگڑ گئی اور ہر ایک نے سچائی اور نیک بختی کا طریق چھوڑ دیا کیونکہ انذار کا محل فاسق اور مشرک اور بدکار ہی ہیں اور انذار اور ڈرانا مجرموں کی ہی تنبیہ کے لیے ہوتا ہے، نہ نیک بختوں کے لئے۔ اس بات کو ہر یک جانتا ہے کہ ہمیشہ سرکشوں اور بے ایمانوں کو ہی ڈرایا جاتا ہے اور سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ نبی نیکوں کے لیے بشیر ہوتے ہیں اور بدوں کے لیے نذیر۔ پھر جبکہ ایک نبی تمام دنیا کے لیے نذیر ہوا تو ماننا پڑا کہ تمام دنیا کو نبی کی وحی نے بداعمالیوں میں مبتلا قرار دیا ہے۔ اور یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ نہ توریت نے موسیٰ کی نسبت کیا اور نہ انجیل نے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی نسبت بلکہ صرف قرآن شریف نے کیا۔ اور پھر فرمایا کہ ﴿وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ﴾ (آل عمران:104) یعنی تم اس نبی کے آنے سے پہلے دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر پہنچ چکے تھے۔ اور عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی متنبہ کیا کہ تم نے اپنے دجل سے خدا کی کتابوں کو بدل دیا اور تم ہر یک شرارت اور بدکاری میں تمام قوموں کے پیشرو ہو اور بت پرستوں کو جابجا ملزم کیا کہ تم پتھروں اور انسانوں اور ستاروں اور عناصر کی پرستش کرتے ہو اور خالق حقیقی کو بھول گئے ہو اور تم یتیموں کا مال کھاتے اور بچوں کو قتل کرتے اور شرکاء پر ظلم کرتے ہو اور ہر یک بات میں حد اعتدال سے گذر گئے ہو اور فرمایا ﴿اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ (الحدید:۱۸) یعنی یہ بات تمہیں معلوم رہے کہ زمین سب کی سب مرگئی تھی۔ اب اس کو خدا نئے سرے سے اس کو زندہ کرتا ہے۔ غرض تمام دنیا کو قرآن نے شرک اور فسق اور بت پرستی کے الزام سے ملزم کیا جو اُمّ الخبائث ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں کو دنیا کی تمام بدکاروں کی جڑ ٹھہرایا اور ہر یک قسم کی بدکاریاں ان کی بیان کر دیں اور ایک ایسا نقشہ کھینچ کر زمانہ موجودہ کا اعمال نامہ دکھلا دیا کہ جب سے دنیا کی بنا پڑی ہے بجز نوحؑ کے زمانہ کے اور کوئی زمانہ اس زمانہ سے مشابہ نظر نہیں آتا۔ اور ہم نے اس جگہ جس قدر آیات لکھ دی ہیں وہ اتمام حجت کے لیے اول درجہ پر کام دیتی ہیں۔ لہذا ہم نے طول کے خوف سے تمام آیات کو نہیں لکھا۔ ناظرین کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں تا انہیں معلوم ہو کہ کس شد و مد اور کس قدر موثر کلام سے جابجا قرآن شریف بیان کر رہا ہے کہ تمام دنیا بگڑ گئی۔ تمام دنیا مرگئی اور لوگ دوزخ کے گڑھے کے قریب پہنچ گئے۔ اور کیسے بار بار کہتا ہے کہ تمام دنیا کو ڈرا کہ وہ خطرناک حالت میں پڑی ہے۔ یقیناً قرآن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرک اور فسق اور بت پرستی اور طرح طرح کے گناہوں میں سڑ گئی اور بدکاریوں کے عمیق کنوئیں میں ڈوب گئی ہے۔“

(نور القرآن روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ339-336)

اسی طرح فرمایا:

”اے غافلو! اور دلوں کے اندھو! قرآن جیسے ضلالت کے طوفان کے وقت میں آیا ہے کوئی نبی ایسے وقت میں نہیں آیا۔ اس نے دنیا کو اندھا پایا اور روشنی بخشی۔ اور گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ اور مردہ پایا اور جان عطا فرمائی۔ تو کیا ابھی ضرورت ثابت ہونے میں کچھ کسر رہ گئی؟.........پس خدا کی کتابوں اور خدا کے نبیوں کا یہ کام تھا کہ وہ ایسے وقتوں میں آتے رہے ہیں کہ جب اس مسئلہ توحید پر لوگوں کی توجہ کم رہ گئی ہو۔ اور طرح طرح کے شرکوں میں وہ مبتلا ہو گئے ہوں۔ یہی مسئلہ دنیا میں ہزاروں دفعہ صیقل ہوا اور ہزاروں دفعہ پھر زنگ خوردہ کی طرح ہو کر لوگوں کی نظروں سے چھپ گیا۔ اور جب چھپ گیا تو پھر خدا نے اپنے کسی بندہ کو بھیجا تا نئے سرے اس کو روشن کر کے دکھلائے۔ اسی طرح دنیا میں کبھی ظلمت کبھی نور غالب آتا رہا۔ اور ہر ایک نبی کی شناخت کا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا معیار ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کس وقت آیا اور کس قدر اصلاح اس کے ہاتھ سے ظہور میں آئی۔ چاہئے کہ حق طلبی کی راہ سے اسی بات کو سوچیں اور شریروں اور متعصب لوگوں کے پر خیانت اقوال کی طرف توجہ نہ کریں اور ایک صاف نظر لے کر کسی نبی کے حالات کو دیکھیں کہ اس نے ظہور فرما کر اس زمانہ کے لوگوں کو کس حالت میں پایا اور پھر اس نے ان لوگوں کے عقائد اور چال چلن میں کیا تبدیلی کر کے دکھلائی تو اس سے ضرور پتہ لگ جائیگا کہ کون نبی اشد ضرورت کے وقت آیا اور کون اس سے کمتر۔ نبی کی ضرورت گنہگاروں کے لیے بعینہ ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کیلئے۔ اور جیسا کہ بیماروں کی کثرت ایک طبیب کو چاہتی ہے ایسا ہی گنہگاروں کی کثرت ایک مصلح کو“۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ356-357)

مخالفین بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔

J.H.Denison لکھتے ہیں:

"In the fifth and sixth centuries the civilized world stood on the verge of a chaos. The old emotional cultures that had made civilization possible, since they had given to men a sense of unity and of reverence for their rulers, had broken down, and nothing had been found adequate to take their place…"

"It seemed then the great civilization which it had taken four thousand years to construct was on the verge of disintegration, and that mankind was likely to return to that condition of barbarism where every tribe and sect was against the next, and law and order was unknown… The old tribal sanctions had lost their power… The new sanctions created by Christianity were working division and destruction instead of unity and order. It was a time fraught with tragedy. Civilization, like a gigantic tree whose foliage had overarched the world and whose branches had borne the golden fruits of art and science and literature, stood tottering… rotted to the core. Was there any emotional culture that could be brought in to gather mankind once more into unity and to save civilization- It was among these people that the man (Muhammad) was born who was to unite the whole known world of the east and south."

J. H. Denison: Emotion as the Basis of Civilization, London, 1928, pp. 265, 269.

آنحضور ﷺ جس مقصد کے لئے تشریف لائے اس مقصد کو بتمام وکمال حاصل کیا

آنحضور ﷺ اس وقت دُنیا میں تشریف لائے جب دُنیا کو الٰہی راہنمائی کی ضرورت تھی اور گزشتہ مذاہب اس ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر تھے۔ اور پھر آپ نے وہ ضرورت پوری بھی کی۔ چنانچہ آپؐ نے جو انقلاب پیدا کیا وہ ایسا انقلاب تھا جو صرف خدا کا سچا نبی ہی پیدا کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”دوسرا پہلو اس دلیل کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے وقت ہیں دنیا سے اپنے مولیٰ کی طرف بلائے گئے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رمضان کے مہینے کی یہ بھی اہمیت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر پہلے سے بڑھ کر نظر رکھتا ہے اور اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

نمازوں کے قیام کی توفیق ملنے، مغفرت اور ثبات قدم کے عطا ہونے اور دنیا و آخرت کی حسنات کے حصول اور آگ کے عذاب سے بچنے کے لئے مختلف قرآنی دعاؤں کا تذکرہ

اس رمضان میں ان دعاؤں کا صحیح ادراک حاصل کرتے ہوئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ قیام نماز کا عادی بن جائے اور پھر اس کو اپنی نسلوں میں بھی اور دوسروں میں بھی پھیلانے والا ہو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 29 ستمبر 2006ء بمطابق 29 تبوک 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ ہفتہ سے رمضان شروع ہے۔ یہ مہینہ ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن اتارا اور فرمایا کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ (البقرة:186) رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔

پس اس ہدایت سے تبھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جب اس کو پڑھ کر اس پر عمل بھی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سے احکامات اتارے جو ہمارے کرنے کے لئے ہیں۔ بہت سے احکامات ایسے اتارے جن میں بعض قسم کی باتوں سے روکا گیا ہے۔ پھر بہت سی دعائیں سکھائیں جو گزشتہ انبیاء کی دعائیں ہیں اور ایسی دعائیں بھی سکھائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی گئیں اور قرآن کریم میں ان دعاؤں کے بیان کرنے کا مقصد اُمّت کو اس طرف توجہ دلانا تھا کہ مختلف قسم کے حالات پیدا ہوں تو اُن حالات کے پیش نظر جو قرآن کریم میں جو مختلف قسم کی دعائیں ہیں وہ دعائیں کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے یہ مختلف قسم کی دعائیں قرآن کریم میں اس لئے جمع کی ہیں تا کہ ایک مومن بندہ ان سے فائدہ اٹھائے۔ اور خالص ہو کر اس کی صفات کے حوالے سے، اس حوالے سے کہ اے خدا تُو نے خود یہ دعائیں ہمیں سکھائی ہیں، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے جب اس سے دعائیں مانگے تو خدا تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس کا مَیں نے گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے یہ ایسے احسانات ہیں جو بارش کی طرح برس رہے ہیں جو اُس کے حضور خالص ہو کر جھکنے والے کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والے ہیں۔ آج بھی مَیں اسی مضمون کو جاری رکھوں گا جو قرآن کریم میں سکھائی گئی دعاؤں کا مضمون ہے۔ رمضان کے مہینے کی یہ بھی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس مہینے میں پہلے سے بڑھ کر اپنے بندے پر نظر رکھتا ہوں، اس کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

پس ہمیں اُن اعمال کی ضرورت ہے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے تا کہ ہماری یہ معمولی کوششیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوں۔ اللہ تعالیٰ اِن دنوں میں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پہلے سے بڑھ کر، عام حالات سے بڑھ کر اپنے بندے پر مہربان ہوتا ہے۔ معمولی نیکیاں بھی بہت بڑے اجر پا لیتی ہیں۔ بھول چوک اور غلطیوں سے اللہ تعالیٰ صرفِ نظر فرماتا ہے۔ پس ہر مومن کو ان دنوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا روزے اور عبادتوں کی وجہ سے شیطان جکڑا جاتا ہے۔ اس کے آگے روکیں کھڑی ہو جاتی ہیں، ماحول ایسا بن جاتا ہے کہ شیطان کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ پس اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے لئے بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی کہ وہ رمضان پائے، وہ اپنی زندگی میں رمضان دیکھے اور پھر اپنے گناہ نہ بخشوائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانے کی طرف مزید کوشش نہ کرے۔

آج پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مہینے میں داخل فرمایا ہے۔ شیطان جکڑا ہوا ہے، نیکیوں کے کئی گنا بڑھ کر اجر مل رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم میں سے ہر ایک اس سے بھرپور فائدہ اٹھائے اور اٹھانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی نیکیوں میں سے سب سے زیادہ اس کی عبادت، اس کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق نمازوں کے پڑھنے سے دلچسپی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس طرح نمازوں کی ادائیگی پسند ہے جس طرح اس نے بتایا ہوا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے، اس کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اُن تمام شرائط پر عمل کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں نمازیں ادا کرتا ہے تو وہ ایسی نمازیں نہیں ہوتیں جو الٹا کر منہ پر ماری جانے والی نمازیں ہوں۔ اور یہی مقصد انسان کی پیدائش کا اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

ہر نیکی کی طرح نمازیں پڑھنے کی یہ توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ہمیں ایسی دعا سکھائی جو نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہماری نسلوں کے لئے بھی ہے۔ اور جب نسلاً بعد نسلٍ جب یہ دعا مانگی جاتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ اپنی اس دعا کے طفیل جو اس نے ہمیں سکھائی ہے عبادت کرنے والے بھی پیدا فرماتا چلا جائے گا ۔ فرماتا ہے کہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ (ابراهيم:41) اے میرے ربّ مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ اور میری دعا قبول کر۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے انبیاء کے ذریعہ سے دعائیں سکھائی ہیں۔ یہ دُعا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگی تھی کہ جس طرح مجھے نمازوں پر قائم کیا ہے اسی طرح میری نسلوں میں بھی قائم کرتا رہ۔ اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن کی نسل میں سے وہ نبی برپا ہونے والا تھا جو تمام نبیوں سے افضل تھا اور ہے، یہ دعا اُس نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی مانگی تھی تا کہ آپؐ کی اُمّت میں بھی نمازی پیدا ہوتے چلے جائیں۔ پس یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ مقام کو بھی ظاہر کرنے والی ہے کہ آپؐ کے لئے اور آپؐ کی امت کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی دعائیں کر رہے ہیں۔ اور یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے سکھائی ہے کہ جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام تو نماز قائم کرنے والے تھے، آپؑ نے یہ دعا کی کہ مَیں بھی نمازیں قائم کرنے والوں کا امام ہوں اور ہمیشہ رہوں اور میری نسلیں بھی ہمیشہ نمازیں قائم کرنے والے بناتی چلی جائیں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دعا کا علم دے کر ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ آپؐ بھی اس مقام تک پہنچے ہوئے ہیں۔ جہاں آپ نماز قائم کرتے ہوئے اپنی امت کے لئے بھی نمازیں قائم کرنے والے پیدا ہونے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تو اللہ تعالیٰ نے نبی پیدا فرمائے تھے اور گو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی لیکن آپؐ کی امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری اُمّت میں سے بھی میں ایسے نیک فطرت علماء پیدا کرتا رہوں گا جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر ہیں اور اس زمانے میں یہ نیک فطرت علماء وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس زمانے کے مسیح ومہدی کو مان لیا۔ وہ علماء جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے والے اور عبادتیں کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔ وہ علماء نہیں جو آج کل سیاست میں گرفتار ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا کوئی معمولی اور عارضی دعا نہیں تھی بلکہ یہ دعا قیامت تک کے لئے تھی اور آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علاوہ کوئی نہیں جو نماز کے قیام کی کوشش کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے تو بہت سے نبی پیدا ہوئے لیکن صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر قائم رہنے والے ہی ہیں جو قیام نماز کی کوشش کرتے ہیں۔ آج تمام دنیا میں صرف نیک فطرت مسلمان ہیں جو نماز کے قیام کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہی تمام دنیا میں قیام نماز کو رائج فرمانا تھا، کیونکہ آپؐ ہی وہ واحد نبی ہیں جو تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کو ابوالانبیاء بھی کہا جاتا ہے ان سے بھی یہ دعا کہلوائی جو پیشگوئی کا بھی رنگ رکھتی ہے۔ پس یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اس دعا کا قرآن کریم میں ذکر کر کے اُمّت کی بھی ذمہ داری لگا دی کہ قیام نماز کے لئے کوششیں کرتے رہو۔ کیونکہ قیام نماز خدائے واحد کے آگے جھکنے اور وحدانیت کو قائم کرنے کی بھی ایک علامت ہے۔ پس آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے جس موعود فرزند اور مسیح ومہدی نے آنا تھا اس نے یہ وحدانیت پیدا کر کے قیام نماز بھی کرنا تھا۔ پس آج جماعت احمدیہ کی یہ ذمہ واری لگائی گئی ہے جو مسیح محمدی کی جماعت ہے، جس کو آج دنیا کے کونے کونے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پھیلا دیا ہے، کہ دنیا کے ہر کونے میں جہاں بھی وقت کے لحاظ سے (مختلف اوقات ہوتے ہیں) نماز کا وقت آئے تو قیام نماز کی کوشش کرتے رہیں تا کہ اس وجہ سے جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت بھی اور ہر احمدی بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں۔ اکثر ہم میں سے نمازمیں درود شریف کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے جو دعائیں پڑھتے ہیں ان میں یہ دعا بھی پڑھتے ہیں۔ تو اس پر غور کریں۔ ایک فکر کے ساتھ اس دعا کی قبولیت مانگنی چاہئے تا کہ نسلوں میں بھی اور جماعت کے ہر فرد میں بھی قیام نماز کی طرف توجہ رہے۔ یہ دعا تو خالص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کے لئے ہے۔ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول نہ کرے اور لوٹا دے۔

رمضان کے ان دنوں میں، جب تقریباً ہر ایک کو نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوتی ہے ایک فکر کے ساتھ، غور کر کے یہ دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بعد میں بھی قیام نماز ہوتا رہے گا۔ اور یہ دُعا یقیناً استجابت کا مقام حاصل کرے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ پس اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہمیں بھی اس اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا آج کل اس کا بہترین موقع ہے۔ اور یہی چیز ہے جس سے وہ مقام حاصل ہو گا جس سے ایک بندہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بن کر اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس برکت کو حاصل کرنے کے لئے یہ موقع عطا فرمایا ہے۔ ایک دفعہ پھر ہمیں رمضان میں داخل فرمایا ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (التوبہ:186) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّی قلب کرتا ہے''۔ یعنی نماز تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور فرمایا کہ ''تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے''۔ اس سے دوری پیدا ہو جائے۔ نیکیوں میں ترقی کرے'' اور تجلّی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے''۔ (البدر جلد1 نمبر7 مورخہ12/ دسمبر1902ء صفحہ52. ملفوظات جلد دوم صفحہ561-562 جدید ایڈیشن)

پس برائیوں سے بچنے کے لئے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے اس مہینے میں خاص طور پر ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور یہ کوشش ہو کہ اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کرے اور سنوار کر ادا کرتے رہنے کے لئے دعا کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل ہمیشہ جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس دعا کا فہم وادراک عطا فرماتے ہوئے اس دعا کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہنے کی توفیق دیتا چلا جائے تا کہ ہمیشہ جماعت کے لئے قیام نماز ایک طرّہ امتیاز رہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بھی بتائی کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ:129) اے ہمارے رب! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذریت میں سے بھی ایک فرمانبردار امت پیدا کر دے اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ یقیناً تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو دیکھیں ہمیشہ قیام نماز کو جاری رکھنے اور قائم رکھنے کے لئے، عبادتوں کو زندہ رکھنے کے لئے یہ دعا سکھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے گروہ پیدا کرتا چلا جائے جو حقیقت میں عبادت اور قربانیوں کے مقصد اور فلسفے کو سمجھتے ہوئے عبادتیں کرنے والے اور قربانیاں کرنے والے ہوں۔ اور اے خدا! یہ سب تیرے خاص فضل اور رہنمائی سے ہو گا۔ اس لئے ہمیشہ ایسے لوگ اور گروہ پیدا فرماتا رہ جن کو تیری براہ راست رہنمائی بھی حاصل ہوتی رہے، ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو رہنمائی کرنے والے ہوں۔ (ہر ایک کو تو علیحدہ علیحدہ نہیں الہام ہوتا۔) اور کبھی یہ نہ ہو کہ تیری رہنمائی سے یہ اُمّت محروم ہو جائے۔ یہاں اس دعا کی انتہا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہوتی ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ دعا کی اور دنیا نے دیکھا کہ عرب کے اُن وحشیوں میں کیا انقلاب آیا کہ وہ لوگ ایسے باخدا انسان بنے جن کی راتیں عبادت کرتے ہوئے اور دن اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیاں کرتے ہوئے گزرتے تھے۔ اور آپ کی یہ دعا صرف آپ کے وقت تک محدود نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور تا قیامت قبولیت کا درجہ پا گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کی معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں حاصل ہوئی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اب آپ کی امت اس کے دائمی نظارے دیکھنے لگی، اس میں دائمی نظارے نظر آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو مکمل طور پر کبھی بگڑنے نہ دیا۔ ایک ہزار سال کا اندھیرا زمانہ آیا اس میں بھی اللہ تعالیٰ اولیاء امت اور مجدّد دین کے ذریعہ سے عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھاتا چلا گیا۔ مجدّد دین اور اولیاء کے ذریعہ ہمیشہ ایک گروہ ایسا رہا جو صحیح طور پر اس تعلیم پر عمل کرنے والا رہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ پھر مجدد آخرالزماں اور خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے مبعوث فرمایا جنہوں نے اسلام کی صحیح تعلیم اور عبادت کے صحیح طریقے ہمیں سکھائے۔ آپؑ نے ہمیں بتایا کہ موقع ومحل کے حساب سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے بجا لانے والا ہر صحیح عمل ہی اصل میں صحیح طور پر قربانی اور عبادت کہلا سکتا ہے۔ پس جہاں حقوق اللہ کی بجا آوری اور عبادت کا صحیح طریق ضروری ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق حقوق العباد ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ

ہوائی جہاز سے سفر کرنے والوں کے لئے ٹکٹ میں خصوصی رعایت

ہم نے اپنے کرم فرماؤں کی بہترین ہوائی سفری سہولت کے لئے DARMSTADT جرمنی میں ٹریول ایجنسی کا آغاز کیا ہے۔
آپ دنیا بھر کے کسی بھی ملک کے سفر کے لئے بذریعہ ٹیلیفون یا E-Mail کسی بھی ائرلائن کے لئے سیٹ بُک کروائیں
اور گھر بیٹھے اپنی OK ٹکٹ بذریعہ ڈاک حاصل کریں

SHAHEEN REISEN

بکنگ: 13.00 سے 21.00 - پروپرائیٹر: ارشد - لاہور کے لئے سپیشل آفر: Ab 550 Euro

Tel:06151-3686164 Fax: 06151-3686165 E-Mail: shaheen-reisen@gmx.de

بنتا ہے۔ اور یہی زندگی کا اصل مقصد ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی طرف ہی اُن کی دعا قبول کرتے ہوئے جھکتا اور رحم فرماتا ہے جو حقوق اللہ بھی ادا کرنے والے ہوں اور حقوق العباد بھی بجالانے والے ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کے بارے میں مختلف سوال کرنے والوں کو جو آپؐ سے پوچھا کرتے تھے ان کے حالات کے مطابق مختلف قسم کی رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً کسی کے سوال کرنے پر کہ بڑی نیکی کیا ہے؟ فرمایا جہاد کرنا ہے۔ کسی کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے فرمایا کہ تمہارے لئے سب سے بڑی نیکی مالی قربانی ہے۔ کسی کو جو عبادتوں میں کمزور تھا فرمایا کہ تہجد کی ادائیگی سب سے بڑی نیکی ہے۔ کسی کو جو جہاد سے ڈرنے والے تھے فرمایا کہ جہاد کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ کسی کو رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ پس حالات کے مطابق عمل کرنا ہی اصل میں صحیح نیکی ہے اور یہ نیکیاں ہی پھر عبادات کا رنگ بھی رکھتی ہیں۔ پس اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مسیح نے جن باتوں کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے وہ عبادتوں اور قربانیوں کے صحیح طریق ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے حملے کی وجہ سے ایک وقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تلوار کے جہاد کو ضروری قرار دیا تھا تو آج مناسک کا معیار، قربانی کا معیار قلم کا جہاد ہے، تبلیغ اسلام ہے، اسلام کا خوبصورت پیغام جو امن اور صلح کا پیغام ہے، اس کو دنیا میں پہنچانا ہے۔

پس آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے قرآن اور اسلام کی تعلیم کو سمجھ کر جو تعلیم ہمیں دی ہے اور جس طرف ہمیں بلایا ہے وہی اصل عبادت اور قربانی کا طریق ہے جسے ہر احمدی نے اپنانا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کوئی خلاف اسلام یا شریعت کے خلاف حکم نہیں دیا بلکہ جن معاملات کو، جن باتوں کو غلط سمجھ کر بعض علماء نے جن کو اتنا فہم وادراک نہیں تھا پھیلانا چاہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے بارہ میں صحیح رہنمائی کی کہ حقیقت میں کیا چیز ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس دعا کے ساتھ، اس تعلیم کے ساتھ، اس صحیح اسلامی تعلیم کے ساتھ چمٹے رہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں پہنچائی، ہمیں سکھائی، تا اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرماتے ہوئے ہم پر رحم فرماتا رہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ہی ثمرہ ہیں جنہوں نے اس زمانے میں صحیح رہنمائی کرنی تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش اور رحم طلب کرنے کے لئے بعض دعائیں سکھائی ہیں۔ بعض دعائیں مختصراً بغیر کسی تفصیل کے پڑھتا ہوں۔ فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المومنون:119) تو کہہ اے میرے رب! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

پھر ایمان کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی کہ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17) اے ہمارے رب یقیناً ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

پھر انجام بخیر کی اور بخشش کی دعا سکھائی، ثابت قدم رہنے کی دعا سکھائی کہ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران:194) کہ اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

یہ دعا بھی جیسا کہ میں نے کہا ایمان میں مضبوطی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش حاصل کرنے اور انجام بخیر کے لئے ہے۔ کہ اے اللہ! ہم نے اس زمانے کے امام کو مان کر جو روحانی ترقی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے کہیں ہمارے گناہوں کی زیادتی، ہماری کمزوریاں، ہماری کوتاہیاں اس میں روک نہ بن جائیں۔ اس زمانے کے امام کو ماننے کے بعد، قبول کرنے کے بعد اپنی شامت اعمال کی وجہ سے ہم اس روشنی سے بے بہرہ نہ رہ جائیں جو اصل میں تیرے نور کی روشنی ہے اور جو اس آنے والے نے ہمیں دی ہے۔ پس ہمارے گناہ بخش اور آئندہ بھی ان گناہوں سے بچا اور اس دعویدار کے دعویٰ پر مکمل ایمان لانے والوں اور ان برکات سے حصہ پانے والوں میں ہمیں شامل کرتا رہ جو اس کے ساتھ مقدر ہیں۔ اور جب ہمارا آخری وقت آئے تو اس صورت میں جائیں کہ نیکوں میں ہمارا شمار ہو۔

پھر ایک دعا سکھائی کہ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:148) کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے جو یہ دعائیں ہمیں سکھائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ گناہ نہ بخشنے والا ہوتا تو یہ دعا نہ سکھاتا۔ پس یہ ہے ہمارا خدا جو ہمیں یہ دعائیں سکھا رہا ہے کہ ہم نیکیوں پر قائم رہیں اور گزشتہ گناہوں کی معافی مانگیں۔ پھر یہ بھی ہو کہ ہم کہیں جان بوجھ کر ان برائیوں کو دُہرانے والے نہ ہوں، ان غلطیوں میں دوبارہ پڑ جانے والے نہ ہوں۔

آجکل پاکستان سمیت بعض ملکوں میں احمدیوں کے خلاف جو وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی شوشہ اٹھتا رہتا ہے، محاذ کھڑے ہوتے رہتے ہیں تو ہمیں اس دعا کی طرف بھی بہت توجہ دینی چاہئے تا کہ ثبات قدم بھی رہے ہم اپنے دین پر قائم بھی رہیں اور مخالفین کے خلاف اللہ تعالیٰ مدد بھی فرماتا رہے۔

پھر ایک دعا سکھائی کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:24) کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحم کو سمیٹنے کے لئے یہ بہت اہم دعا ہے۔ بعض گناہ لاعلمی میں ہو جاتے ہیں، احساس نہیں ہوتا اس لئے مستقلاً استغفار بہت ضروری ہے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بد اثرات سے محفوظ رکھے اور برائیاں کرنے سے بھی بچاتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے“ جب کوئی سزا آتی ہے، کوئی پکڑ آتی ہے تو خدا پر شکوے شروع ہو جاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اپنے آپ کو دیکھیں کہ خود کتنی نیکیاں کرنے والے ہیں، کس حد تک اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں۔ فرمایا کہ ”انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے۔ بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کروایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا، ہو اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے“۔ انسان کے جسم کا ہر عضو گناہ کرتا ہے۔ تو ہر ایک سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ ”آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:24)“۔ ”یہ دعا اول ہی قبول ہو چکی ہے“۔

(البدر جلد 1 نمبر 9 مورخہ 26/ دسمبر 1902ء صفحہ 66۔ ملفوظات جلد دوم صفحہ 577 جدید ایڈیشن)

پس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس دعا کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے کیونکہ آج کل تو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے سے بھی زیادہ گناہ اور ظلمت پھیل چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے محفوظ رکھے اور اللہ کی رحمت ہمیشہ شامل حال رہے۔ آپؑ نے فرمایا تھا کہ آج کل حضرت آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے تو اس طرف بہت توجہ دیں۔

پھر اسی دعا کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ”دعا ایسی شے ہے کہ جب آدم کا شیطان سے جنگ ہوا تو اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی حربہ کام نہ آیا۔ آخر شیطان پر آدمؑ نے فتح بذریعہ دعا پائی“ اور وہ دعا یہی تھی کہ ”رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔“ (بدر جلد 2 نمبر 10 مورخہ 27/مارچ 1903ء صفحہ 77۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 171 جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا کہ ”ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے جس طرح ابتداء میں دعا کے ذریعہ سے شیطان کو آدم کے زیر کیا تھا“ یعنی آدم نے شیطان سے اپنے آپ کو بچایا تھا۔ ”اسی طرح اب آخری زمانہ میں بھی دعا ہی کے ذریعہ سے غلبہ اور تسلط عطا کرے گا، نہ تلوار سے .... آدم اول کو فتح دعا ہی سے ہوئی تھی .... اور آدم ثانی کو بھی جو آخری زمانہ میں شیطان سے آخری جنگ کرنا ہے اسی طرح دعا ہی کے ذریعہ فتح ہوگی“۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

(الحکم جلد 7نمبر12مورخہ31/مارچ1903ء صفحہ8. ملفوظات جلد سوم صفحہ190-191 جدید ایڈیشن)

پس جہاں یہ دعا ذاتی طور پر مانگنی چاہئے وہاں جماعتی ترقی کے لئے بھی یہ دعا بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو آدم کہا، اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو آدم کہا ہے۔

پھر دنیا وآخرت کی حسنات کے لئے ایک دعا سکھائی کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة:202) کہ اے ہمارے ربّ ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ صرف آخرت کی حسنات نہ مانگو بلکہ دنیا کی حسنات بھی مانگو۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی عیادت فرمائی جو بیماری کے باعث کمزور ہوتے ہوئے بہت دبلا پتلا ہو گیا تھا، چوزے کی طرح ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کر کے فرمایا کیا تم کوئی خاص دعا کرتے ہو اس نے جواب دیا ہاں‘‘ پھر اس نے بتایا کہ مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! جو سزا تو مجھے آخرت میں دینے والا ہے وہ مجھے اس دنیا میں دے دے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھتے کہ خدا کی سزا اس دنیا میں حاصل کرو۔ تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہ اے اللہ تو ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب اس بیمار نے یہ دعا کی تو اللہ کے فضل سے شفایاب ہو گئے۔ صحت مند ہو گئے۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء۔باب کراھة الدعاء بتعجیل العقوبة فی الدنیا)

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا اور دین دونوں سنور جاتے ہیں۔ اور اسے اس جہان میں اور آنے والے جہان دونوں میں آرام اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔

دیکھو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة:202) اے ہمارے ربّ ہمیں اس دنیا میں بھی آرام اور آسائش کے سامان عطا فرما اور آنے والے جہاں میں آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

دیکھو دراصل رَبَّنَا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے۔ کیونکہ رَبَّنَا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربّوں کو جو اس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اس ربّ کی طرف آیا ہے اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ ربّ کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو‘‘۔ یعنی وہ جو کسی چیز کی انتہا کو آہستہ آہستہ ایک پراسس (Process) میں سے گزار کر انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ ’’اصل میں انسان نے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں‘‘۔ بہت سے خدا بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ ’’اپنے حیلوں اور دغا بازیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے‘‘۔ ہوشیاریوں، چالاکیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے۔ ’’تو وہی اس کے ربّ ہیں۔ اگر اسے اپنے علم کا یا قوت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اس کے ربّ ہیں۔ اگر اسے اپنے حسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اس کا ربّ ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک ان سب کو ترک کر کے ان سے بیزار ہو کر اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی رب کے آگے سر نیاز نہ جھکائے اور رَبَّنَا کی پُر درد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اس کے آستانے پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی رب کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دل سوزی اور جاں گدازی سے اس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبَّنَا یعنی اصل اور حقیقی رب تو تُو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔ اب مَیں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں، تیرے آستانہ پر آتا ہوں‘‘۔ تو جب اس طرح دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ پھر توجہ کرتا ہے۔

فرمایا ’’غرض بجز اس کے خدا کو اپنا رب بنانا مشکل ہے۔ جب تک انسان کے دل سے دوسرے ربّ اور ان کی قدر و منزلت وعظمت و وقار نکل نہ جاوے تب تک حقیقی ربّ اور اس کی ربوبیت کا ٹھیکہ نہیں اٹھاتا۔

بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا ربّ بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدوں گزارا مشکل ہے‘‘۔ جھوٹ کے بغیر گزارا مشکل ہے۔ ’’بعض چوری و راہزنی اور فریب دہی ہی کو اپنا ربّ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا ان کے واسطے کوئی رزق کا راہ ہی نہیں۔ سو ان کے ارباب وہ چیزیں ہیں۔ دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہیں اور رات کا موقعہ بھی اس کے مفید مطلب ہے اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا ہے تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس سے اس کا رزق آ سکتا ہے؟ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے۔ غرض ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے ان کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت؟ دعا کی حاجت تو اسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اُس دَر کے نہ ہو۔ اسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ غرض رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ......الخ ایسی دعا کرنا صرف انہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا ربّ جان چکے ہیں اور ان کو یقین ہے کہ ان کے رب کے سامنے اور سارے ارباب باطلہ ہیچ ہیں۔

آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہوگی بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہیں۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے۔ طرح طرح کے عذاب، خوف، حزن، فقر و فاقے، امراض، ناکامیاں، ذلت و ادبار کے اندیشے، ہزاروں قسم کے دکھ، اولاد، بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں الجھن‘‘۔ جو بے تحاشا دنیاوی مسائل ہیں۔ فرمایا ’’غرض یہ سب آگ ہیں۔ تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسان کے لئے بمنزلہ آگ ہیں بچائے رکھ‘‘۔

(الحکم جلد 7نمبر11مورخہ24/ مارچ 1903ء صفحہ9-10۔ملفوظات جلد سوم صفحہ144-145جدید ایڈیشن)

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو باتوں کی طرف خاص توجہ دلائی ہے۔ ایک تو یہ کہ خالص ہو کر یہ دعا کرنے والا جب دعا کرتا ہے تو شرک سے اپنے آپ کو پاک کرتا ہے۔ فرمایا رَبَّنَا کا لفظ یہ تقاضا کرتا ہے کہ باقی تمام جھوٹے خدا جو دل میں بنائے ہوئے ہیں ان سے نجات حاصل کر کے مَیں تیرے پاس آیا ہوں۔ دوسرے یہ کہ جب آخرت کی حسنات کے ساتھ دنیا کی حسنات مانگی ہیں تو اس دنیا میں بھی جو انسان کے ساتھ متفرق قسم کے مسائل لگے ہوئے ہیں بعض دفعہ وہ دل کو بے چین کر دیتے ہیں۔ جب انسان ان مسائل میں الجھا ہوتا ہے، بعض لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ اس آگ میں جل رہے ہیں۔ لوگ بڑے پریشانی کے خطوط بھی لکھتے ہیں۔ پس یہ دعا اگر صحیح معنوں میں کی جائے گی تو شرک سے بچاتے ہوئے آخرت کے عذاب سے بھی بچا رہی ہوگی۔ کیونکہ جب دعا کرنے والا خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک رہا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی دعا مانگتے ہوئے اس دنیا کی پریشانیوں کی آگ سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ پھر فضل فرماتا ہے۔ پس یہ بڑی جامع دعا ہے اور جس طرح پہلی دعا جو مَیں نے شروع میں پڑھی تھی۔ جس کے متعلق مَیں نے کہا تھا کہ درود شریف کے ساتھ عموماً وہی دعا لکھی ہوتی ہے۔ دعائیں اَور بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ لیکن پہلی دعا کی طرح یہ دعا بھی نماز میں پڑھی جاتی ہے اور عام طور پر یہ دونوں دعائیں ہی جماعت کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں جو مَیں نے شروع میں اور آخر پر پڑھیں۔ اس لئے احمدی اس کو زیادہ پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کی آگ سے بچنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے عبادت بڑی ضروری ہے جس کی شکل اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلی دُعا میں قیام نماز بتائی۔

پس اس رمضان میں ان دُعاؤں کا صحیح فہم و ادراک حاصل کرتے ہوئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ قیام نماز کا عادی بن جائے اور پھر اس کو اپنی نسلوں میں بھی اور دوسروں میں بھی پھیلانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

بقیہ: صداقت حضرت محمد مصطفیٰؐ

از صفحہ نمبر 4

جبکہ وہ اپنے کام کو پورے طور پر انجام دے چکے اور یہ امر قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ (المائدہ:4) یعنے آج مَیں نے قرآن کے اتارنے اور تکمیل نفوس سے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کرلیا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید جس قدر نازل ہونا تھا نازل ہو چکا اور مستعد دلوں میں نہایت عجیب اور حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر چکا اور تربیت کو کمال تک پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ان پر پورا کر دیا اور یہی دو رکن ضروری ہیں جو ایک نبی کے آنے کی علّت غائی ہوتے ہیں۔

اب دیکھو یہ آیت کس زور شور سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہرگز اس دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک کہ دین اسلام کو تنزیل قرآن اور تکمیل نفوس کامل نہ کیا گیا۔ اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ ہونے کی ہے جو کاذب کو ہرگز نہیں دی جاتی بلکہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی صادق نبی نے بھی اس اعلیٰ شان کے کمال کا نمونہ نہیں دکھلایا کہ ایک طرف کتاب اللہ بھی آرام اور امن کے ساتھ پوری ہو جائے۔ اور دوسری طرف تکمیل نفوس بھی ہو اور بایں ہمہ کفر کو ہر یک پہلو سے شکست اور اسلام کو ہر یک پہلو سے فتح ہو۔

اور پھر دوسری جگہ فرمایا کہ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ۔ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر:۲ تا ۴) یعنی جبکہ آنے والی مدد اور فتح آ گئی جس کا وعدہ دیا گیا تھا اور تو نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ پس خدا کی حمد اور تسبیح کر۔ یعنی یہ کہہ کہ یہ جو ہوا وہ مجھ سے نہیں بلکہ اس کے فضل اور کرم اور تائید سے ہے اور الوداعی استغفار کر کیونکہ وہ رحمت کے ساتھ بہت ہی رجوع کرنے والا ہے۔ استغفار کی تعلیم جو نبیوں کو دی جاتی ہے اس کو عام لوگوں کے گناہ میں داخل کرنا عین حماقت ہے......"

"پھر ہم اپنے پہلے مقصد کی طرف عود کر کے لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت پر اس دلیل سے نہایت اعلیٰ و اجلیٰ ثبوت پیدا ہوتا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے وقت میں دنیا میں بھیجے گئے کہ جب دنیا زبان حال سے ایک عظیم الشان مصلح کو مانگ رہی تھی۔ اور پھر نہ مرے اور نہ مارے گئے جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نہ کر دیا۔ جب نبوت کے ساتھ ظہور فرما ہوئے تو آتے ہی اپنی ضرورت دنیا پر ثابت کر دی اور ہر یک قوم کو ان کے شرک اور ناراستی اور مفسدانہ حرکات پر ملزم کیا۔ جیسا کہ قرآن کریم اس سے بھرا ہوا ہے۔ مثلاً اسی آیت کو سوچ کر دیکھو جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ (الفرقان:2) یعنی وہ بہت ہی برکت والا ہے جس نے قرآن کو اپنے بندہ پر اس غرض سے اتارا جو تمام جہان کو ڈرانے والا ہو۔ یعنی تا ان کی بدراہی اور بدعقیدگی پر ان کو متنبہ کرے۔ پس یہ آیت بصراحت اس بات پر دلیل ہے کہ قرآن کا بھی دعویٰ ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے وقت میں تشریف لائے تھے جبکہ تمام دنیا اور تمام قومیں بگڑ چکی تھیں اور مخالف قوموں نے اس دعویٰ کو نہ صرف اپنی خاموشی سے بلکہ اپنے اقراروں سے مان لیا ہے۔ پس اس سے بداہت نتیجہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ درحقیقت ایسے وقت میں آئے تھے جس وقت میں ایک سچے اور کامل نبی کو آنا چاہیئے۔

پھر جب ہم دوسرا پہلو دیکھتے ہیں کہ آنجناب صلعم کس وقت واپس بلائے گئے تو قرآن صاف اور صریح طور پر ہمیں خبر دیتا ہے کہ ایسے وقت میں بلانے کا حکم ہوا کہ جب اپنا کام پورا کر چکے تھے۔ یعنی اس وقت کے بعد بلائے گئے جبکہ یہ آیت نازل ہو چکی کہ مسلمانوں کے لیے تعلیم کا مجموعہ کامل ہو گیا اور جو کچھ ضروریات دین میں نازل ہونا تھا وہ سب نازل ہو چکا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں بھی کمال کو پہنچ گئیں اور جوق در جوق لوگ دین اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور یہ آیتیں بھی نازل ہو گئیں کہ خدا تعالیٰ نے ایمان اور تقویٰ کو ان کے دلوں میں لکھ دیا اور فسق و فجور سے انہیں بیزار کر دیا اور پاک اور نیک اخلاق سے وہ متصف ہو گئے اور ایک بھاری تبدیلی ان کے اخلاق اور چلن اور روح میں واقع ہو گئی۔ تب ان تمام باتوں کے بعد سورۃ النصر نازل ہوئی جس کا ماحصل یہی ہے کہ نبوت کے تمام اغراض پورے ہو گئے اور اسلام دلوں پر فتح یاب ہو گیا۔ تب آنحضرت ﷺ نے عام طور پر اعلان دے دیا کہ یہ سورت میری وفات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ بلکہ اس کے بعد حج کیا اور اس کا نام حجۃ الوداع رکھا اور ہزارہا لوگوں کی حاضری میں ایک اونٹنی پر سوار ہو کر ایک لمبی تقریر کی اور کہا کہ سنو! اے خدا کے بندو! مجھے میرے رب کی طرف سے یہ حکم ملے تھے کہ تا میں یہ سب احکام تمہیں پہنچا دوں۔ پس کیا تم گواہی دے سکتے ہو کہ یہ سب باتیں مَیں نے تمہیں پہنچا دیں۔ تب ساری قوم نے باآواز بلند تصدیق کی کہ ہم تک یہ سب پیغام پہنچائے گئے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اے خدا ان باتوں کا گواہ رہ۔ اور پھر فرمایا کہ یہ تمام تبلیغ اس لئے مکرر کی گئی کہ شاید آئندہ سال میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا۔ اور پھر دوسری مرتبہ مجھے اس جگہ نہیں پاؤ گے۔ تب مدینہ میں جا کر دوسرے سال میں فوت ہو گئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ درحقیقت یہ تمام اشارات قرآن سے ہی مستنبط ہوتے ہیں جس کی تصدیق اسلام کی متفق علیہ تاریخ سے بہ تفصیل تمام ہوتی ہے۔

اب کیا دنیا میں کوئی عیسائی یا یہودی یا آریہ اپنے کسی ایسے مصلح کو بطور نظر پیش کر سکتا ہے جس کا آنا ایک عام اور اشد ضرورت پر مبنی ہو اور جانا اس غرض کی تکمیل کے بعد ہو اور ان مخالفوں کو اپنی ناپاک حالت اور بدعملیوں کا خود اقرار ہو جن کی طرف وہ رسول بھیجا گیا ہو۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ثبوت بجز اسلام کے کسی کے پاس موجود نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ صرف فرعون کی سرکوبی کے لیے اور اپنی قوم کو چھڑانے کے لئے اور نیز راہ راست دکھانے کے لئے آئے تھے سارے جہان کے فساد یا عدم فساد کی ان کو کچھ غرض نہیں تھی۔ اور یہ تو سچ ہے کہ فرعون کے ہاتھ سے انہوں نے اپنی قوم کو چھوڑا دیا مگر شیطان کے ہاتھ سے چھوڑا نہ سکے اور وعدہ کے ملک تک ان کو پہنچا نہ سکے اور ان کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو تزکیہ نفس نصیب نہیں ہوا اور بار بار نافرمانیاں کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ فوت ہو گئے اور ان کا وہی حال تھا۔

اور حضرت مسیح کے حواریوں کی حالت خود انجیل سے ظاہر ہے، حاجت تصریح نہیں۔ اور یہ بات کہ یہودی جن کے لیے حضرت مسیح نبی ہو کر آئے تھے کس قدر ان کی زندگی میں ہدایت پذیر ہو گئے تھے۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ کسی پر پوشیدہ نہیں بلکہ اگر حضرت مسیح کی نبوت کو اس معیار سے جانچا جائے تو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی نبوت اس معیار کی رو سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اول نبی کے لیے ضروری ہے کہ اس وقت آوے جب فی الواقعہ اس امت کی حالت دینداری تباہ ہو گئی ہو جس کی طرف وہ بھیجا گیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح یہود کو ایسا الزام کوئی بھی نہیں دے سکے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ انہوں نے اپنے اعتقاد بدل ڈالے ہیں یا وہ چور اور زنا کار اور قمار باز وغیرہ ہو گئے ہیں یا انہوں نے توریت کو چھوڑ کر کسی اور کتاب کی پیروی اختیار کر لی ہے بلکہ خود گواہی دی کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اور نہ یہود نے اپنے بدچلن اور بدکار ہونے کا اقرار کیا۔

پھر دوسرے سچے نبی کی سچائی پر بھاری دلیل ہوتی ہے کہ وہ کامل اصلاح کا ایک بھاری نمونہ دکھلا دے۔ پس جب ہم اس نمونہ کو حضرت مسیح کی زندگی میں غور کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے کون سے اصلاح کی اور کتنے لاکھ یا ہزار آدمی نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی تو یہ خانہ بھی خالی پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ ہاں باراں حواری ہیں۔ مگر جب ان کا اعمال نامہ دیکھتے ہیں تو دل کانپ اٹھتا ہے اور افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ کیسے تھے کہ اس قدر اخلاص کا دعویٰ کر کے پھر ایسی ناپاکی دکھلا دیں جس کی نظیر دنیا میں نہیں۔ کیا تیس روپے لے کر ایک سچے نبی اور پیارے رہنما کو خونیوں کے حوالہ کرنا حواری کہلانے کی یہی حقیقت تھی۔ کیا لازم تھا کہ پطرس جیسا حواریوں کا سردار حضرت مسیح کے سامنے کھڑے ہو کر ان پر لعنت بھیجے اور چند روزہ زندگی کے لئے اپنے مقتدا کو اس کے منہ پر گالیاں دے۔ کیا مناسب تھا کہ حضرت مسیح کے پکڑے جانے کے وقت میں تمام حواری اپنا اپنا راہ لیں اور ایک دم کے لیے بھی صبر نہ کریں؟ جن کا پیارا نبی قتل کرنے کے لیے پکڑا جائے ایسے لوگوں کے صدق و صفا کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں جو حواریوں نے اس وقت دکھلائے ان کے گزر جانے کے بعد مخلوق پرستوں نے باتیں بنائیں اور آسمان پر چڑھا دیا۔ مگر جو کچھ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنا ایمان دکھلایا وہ باتیں تو اب تک انجیلوں میں موجود ہیں۔

غرض وہ دلیل جو نبوت اور رسالت کے مفہوم سے ایک سچے نبی کے لیے قائم ہوتی ہے وہ حضرت مسیح کے لیے قائم نہیں ہو سکی۔ اگر قرآن ان کی نبوت کا بیان نہ کرتا تو ہمارے لئے کوئی بھی راہ کھلی نہیں تھی کہ ہم ان کو سچے نبیوں کے سلسلہ میں داخل کر سکیں۔ کیا جس کی یہ تعلیم ہو کہ میں ہی خدا ہوں اور خدا کا بیٹا اور بندگی اور فرمانبرداری سے آزاد اور جس کی عقل اور معرفت صرف اس قدر ہو کہ میری خودکشی سے لوگ گناہ سے نجات پا جائیں گے ایسے آدمی کو ایک دم کے لیے بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ دانا اور راہ راست پر ہے؟ مگر الحمد للہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر یہ کھول دیا کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔ انجیل میں تثلیث کا نام و نشان نہیں۔ ایک عام محاورہ لفظ ابن اللہ کا جو پہلی کتابوں میں آدم سے لے کر اخیر تک ہزارہا لوگوں پر بولا گیا تھا وہی عام لفظ حضرت مسیح کے حق میں انجیل میں آ گیا۔ پھر بات کا بتنگڑ بنایا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح اسی لفظ کی بنیاد پر خدا بھی بن گئے۔ حالانکہ نہ کبھی مسیح نے خدائی کا دعویٰ کیا اور نہ کبھی خودکشی کی خواہش ظاہر کی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرتا تو راستبازوں کے دفتر سے اس کا نام کاٹا جاتا۔ یہ بھی مشکل سے یقین ہوتا ہے کہ ایسے شرمناک جھوٹ کی بنیاد حواریوں کے خیالات کی برگشتگی نے پیدا کی ہو۔ کیونکہ گو ان کی نسبت جیسا کہ انجیل میں بیان کیا گیا ہے یہ صحیح بھی ہو کہ وہ موٹی عقل کے آدمی اور جلد تر غلطی کھانے والے تھے لیکن ہم اس بات کو قبول نہیں کر سکتے کہ وہ ایک نبی کے صحبت یافتہ ہو کر ایسے بیہودہ خیالات کی جنس کو اپنی ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے۔ مگر انجیل کے حواشی پر نظر غور کرنے سے اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ساری چالبازی حضرت پولس کی ہے۔ جس نے پولیٹیکل چالبازوں کی طرح عمیق مکروں سے کام لیا ہے۔

غرض جس ابن مریم کی قرآن نے ہم کو خبر دی ہے۔ وہ اسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتدا سے بنی آدم کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ لہذا اس کی نبوت کے لیے قرآنی ثبوت کافی ہے گو انجیل کی رو سے کتنے ہی شکوک و شبہات اس کی نبوت کے بارے میں پیدا ہوں۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔ راقم خاکسار

غلام احمد

(نور القرآن روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ 342-372)

❁......اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:

"وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادی آسمانی کی شدید محتاج تھی۔ اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی۔ اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی۔ اور لاکھوں سینوں پر لاالٰہ الا اللہ کا نقش جما دیا اور جو نبوت کی عِلّتِ غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔"

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 112-113)

❁......پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"اب اگر کوئی اس قاعدہ کو ذہن میں رکھ کر عرب کی تاریخ پر نظر ڈالے کہ عرب کے باشندے آنحضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے کیا تھے اور پھر کیا ہو گئے تو بلاشبہ وہ اس نبی آخر الزمان ﷺ کو قوت قدسی اور تاثیر قوی اور افاضۂ برکات میں سب نبیوں سے اول درجہ پر سمجھے گا۔ اور اسی بناء پر وہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کی ضرورت کو دوسری تمام کتابوں اور نبیوں کی ضرورت سے بدیہی الثبوت یقین کرے گا"۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 357)

اب دیکھتے ہیں کہ دُنیا کے بڑے دماغوں میں سے جنہوں نے اس حقیقت پر غور کیا انہوں نے غور کر کے کیا نتیجہ نکالا۔

❁......A.M. Lothrop Stoddard لکھتا ہے:

The rise of Islam is perhaps the most amazing event in human history. Springing from a land and a people

alike previously negligible, Islam spread within a century over half the earth, shattering great empires, overthrowing long-established religions, remolding the souls of races, and building up a whole new world - the world of Islam.

"The closer we examine this development the more extra-ordinary does it appear. The other great religions won their way slowly, by painful struggle, and finally triumphed with the aid of powerful monarchs converted to the new faith. Christianity had its Constantine, Buddhism its Asoka, and Zoroastrianism its Cyrus, each lending to his chosen cult the mighty force of secular authority. Not so Islam. Arising in a desert land sparsely inhabited by a nomad race previously undistinguished in human annals, Islam sallied forth on its great adventure with the slenderest human backing and against the heaviest material odds. Yet Islam triumphed with seemingly miraculous ease, and a couple of generations saw the Fiery Crescent borne victorious from the Pyrenees to the Himalayas and from the deserts of Central Asia to of Central Africa... Preaching a simple, austere monotheism, free from priest-craft or elaborate doctrinal trappings, he tapped the well-springs of religious zeal always present in the Semitic heart. Forgetting the chronic rivalries and blood feuds which had consumed their energies in internecine strife, and welded into a glowing unity by the fire of their new-found faith, the Arabs poured forth from their deserts to conquer the earth for Allah, the one true God...

"They (Arabs) were no blood thirsty savages, bent solely on loot and destruction. On the contrary, they were an innately gifted race, eager to learn and appreciative of the cultural gifts, which older civilizations had to bestow. Intermarrying freely and professing a common belief, conquerors and conquered rapidly fused, and from this fusion arose a new civilization - the Saracenic civilization, in which the ancient cultures of Greece, Rome and Persia were revitalized by the Arab genius and the Islamic spirit. For the first three centuries of its existence (circ. C.E. 650-1000) the realm of Islam was the most civilized and progressive portion of the world.

Studded with splendid cities, gracious mosques, and quiet universities where the wisdom of the ancient world was preserved and appreciated, the Moslem world offered a striking contrast to the Christian West, then sunk in the night of the Dark Ages."

A. M. Lothrop Stoddard: The New World of Islam, London 1932, pp. 1-3.

۞......پھر یہ گواہی بھی دیکھیں:

"My choice of Muhammad to lead the list of the world's most influential persons may surprise some readers and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular level."

Michael H. Hart:"The 100: A Ranking of the Most Influential Person in History", New York: Hare Publishing Company, Inc., 1987. p. 33.

۞......شہرہ آفاق فرانسیسی شاعر اور مفکر اور فلاسفر Andolse De LaMartin قرآن مجید کے پیدا کئے گئے انقلاب کے بارہ میں لکھتے ہیں:

"If greatness of purpose, smallness of means, and astounding results are the three criteria of human genius, who could dare to compare any great man in modern history with Muhammad- The most famous men created arms, laws and empires only. They founded, if anything at all, no more than material powers which often crumbled away before their eyes. This man moved not only armies, legislations, empires, peoples and dynasties, but millions of men in one-third of the then inhabited world; and more than that, he moved the altars, the gods, the religions, the ideas, the beliefs and the souls. On the basis of a Book, every letter of which has become law, he created a spiritual nationality which blended together peoples of every tongue and of every race.

Lamartine: Historie de la Turquie, Pari 1854, vol. 2, pp. 276-277. (Italics are the present writer's).

۞......جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں:

”ممکن ہے یہ سوچا جائے کہ وہ آدمی، جس نے اتنی بہت سی اور تادیر قائم رہنے والی اصلاحات کیں، انواع و اقسام کی بُت پرستی کے بدلے، جس میں لوگ مدتوں سے مبتلا تھے، ایک خدا کی عبادت کا داعی بنا، جس نے دُختر کُشی کی رسمِ قبیح کو مٹایا، شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء کو حرام ٹھہرایا، جُوئے کی ممانعت، نسبتاً ایک دائرہ میں رہتے ہوئے تعددِ ازواج کو محدود کیا، وغیرہ وغیرہ .....کیا ہم یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اس کا خدائی مشن اس کے ذہن کی محض اختراع تھی؟ اور کیا وہ جھوٹ کو جانتے بوجھتے نبھاتا رہا؟ نہیں، ہرگز نہیں! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو درحقیقت سچے مذہبی ادراکات اور روحانی احساسات حاصل تھے، جن کے سبب انہوں نے اپنے مشن کو انتہائی مستقل مزاجی، پامردی و استقلال سے آگے بڑھایا اور نہ اس کے جھٹلائے جانے کی پرواکی، نہ اس کی راہ میں مصائب و مشکلات کی۔ یہ سچائی، یہ حق کی معرفت انہیں ابتداء سے انتہاء تک حاصل رہی یعنی حضرت خدیجہؓ کے سامنے پہلی وحی کے نزول سے لے کر حضرت عائشہؓ کی باہوں میں آخری سانس لینے تک۔“

John Davenport: An Apology for Mohammed and the Koran, London: 1869 P. 17.

یہ مضمون حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں گزر چکا ہے کہ انبیاء اس وقت آتے ہیں جب توحید دُنیا سے اُٹھ چکی ہوتی ہے۔ اور انبیاء توحید کو دوبارہ قائم کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مقصد کے لیے تشریف لائے اور پھر جس شان سے یہ مقصد حاصل کیا اور توحید باری کے ضمن میں دُنیا میں جو انقلاب پیدا کیا اس کی مثال دیتے ہوئے Andolse DeLamartin لکھتے ہیں:

The idea of the Unity of God was in itself such a miracle that upon its utterance from his lips it destroyed all the ancient temples of idols and set on fire one-third of the world. His life, his meditations, his heroic revilings against the superstitions of his country, and his boldness in defying the furies of idolatry, his firmness in enduring them for fifteen years at Mecca, his acceptance of the role of public scorn and almost of being a victim of his fellow countrymen; all these and, finally, his flight, his incessant preaching, his wars against odds, his faith in his success and his superhuman security in misfortune, his forbearance in victory, his ambition, which was entirely devoted to one idea and in no manner striving for an empire; his endless prayers, his mystic conversations with God, his death and his triumph after death: all these attest not to an imposture but to a firm conviction which gave him the power to restore a dogma. This dogma was twofold, the unity of God and the immateriality of God; the former telling what God is, the latter telling what God is not; the one overthrowing false gods with the sword, the other starting an idea with the words.

Lamartine: Historie de la Turquie, Pari 1854, vol. 2, pp. 276-277. (Italics are the present writer's).

۞......حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

”پھر یہ امر بھی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہو گئے اور کیونکر تاثیراتِ کلامِ الٰہی اور صحبتِ نبی معصومؐ نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں اُن کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدّل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارفِ دینی سے مالا مال ہو گئے اور محبتِ دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں، اپنے مالوں، اپنے عزیزوں، اپنی عزتوں، اپنی جان کے آراموں کو اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلے ان کی پہلی حالت اور اس نئی زندگی کے جو بعد اسلام اُنہیں نصیب ہوئے قرآن شریف میں ایسی صفائی سے درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُر آب ہو جاتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جو ان کو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف کھینچ کر لے گئی وہ دو ہی باتیں تھیں ایک یہ کہ وہ نبی معصوم اپنی قوتِ قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا ایسا کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ دوسری خدائے قادر مطلق حَیّ قیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔ بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارقِ عادت ہیں کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔ کون اِس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیل و اصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی......“۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 77 تا 79 حاشیہ)

۞۞۞۞۞۞

نیک ظنّی کی حدود

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں:

”﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ (سورۃ الحجرات:13)

اے مومنو! بہت بدگمانی سے بچو کیونکہ بعض بدظنّی گناہ ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ نیک ظنّی کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ ہمیشہ اور ہر موقعہ کی بدظنّی سے منع کیا گیا ہے اور بعض بدظنّیوں کو گناہ بتایا گیا ہے نہ کہ سب کو۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر ہر شخص کی بابت ہر حالت میں نیک ظنّی کو ہی مسلک بنالیا جائے تو بڑا نقصان ہوا کرے۔ شیاطین، ٹھگ اور چالاک لوگ دھوکے دیا کریں اور طرح طرح کے فساد کھڑے کر دیا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی یہ مسئلہ پیش ہو چکا ہے۔ حضور نے یہی فرمایا کہ عادتاً بدظنّی کو منع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی نیک آدمی پچھلی رات کو گلی میں جارہا ہو تو اس پر ہم کو یہی نیک ظنّی کرنی چاہئے کہ تہجد کے لئے اٹھا ہوگا۔ لیکن اگر کوئی بدمعاش چور اس وقت دکھائی دے اور ہم اس پر بدظنّی کر کے اس کا تعاقب نہ کریں تو وہ ضرور نقب لگا کر کہیں نقصان پہنچائے گا۔ اگر پولیس ہر ایک مجرم پر حُسن ظنّی کرے تو کوئی بھی نہ پکڑا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جرم کی واردات پر وہ سب بدمعاشوں کو اکٹھا کر کے پوچھ گچھ کرتے ہیں اور اس طرح اصلی مجرم کا پتہ لگ جاتا ہے۔ غرض جن لوگوں کی نسبت ثابت ہے کہ وہ بُرے اور شریر مشہور ہیں ان پر حسن ظنّی کرنا اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا ہے۔ ہاں جو لوگ ایسے نہیں ان پر عموماً نیک ظن ہی رہنا چاہئے۔ ورنہ حُسن ظنّی پر بے حد زور دے کر انسان تو شیطان اور شیطانی لوگوں پر بھی حسن ظن کرے گا اور ہلاکت میں گرفتار ہوگا کیونکہ شیطان عَدُوُّ اللّٰہ ہے اور اس پر نیک ظنّی کرنی کسی صورت میں جائز نہیں“۔

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ جلد دوم صفحہ 107-108)

۞۞۞۞۞۞۞

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

مجلس خدام الاحمدیہ بینن (Benin) کا
''بستان مہدی'' میں پہلا سالانہ اجتماع

بارش اور آندھی سے شامیانے اکھڑ گئے مگر اطفال وخدام کے ایمان وحوصلے بلند رہے۔

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاهر۔ مبلغ بینن)

''بستان مہدی'' بینن میں مرکزی مشن ہاؤس پورتونووو سے جانب شمال 108 کلومیٹر کے فاصلے پر 30 ہیکٹر کی جگہ کا نام ہے جو امسال کے شروع میں بینن کے ایک مخلص احمدی دوست، صدر ہیومینٹی فرسٹ بینن مکرم یونس داؤدہ صاحب کی 100 ہیکٹر جنگلاتی زمین کا ایک حصہ ہے۔ جس کا نقشہ انہوں نے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اس نیت سے بھجوایا کہ حضور پرنور نقشہ پر جس جگہ نشان دہی فرمائیں وہ جگہ مَیں جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت پاؤں۔ نیز پیارے آقا ازراہ شفقت اس کا نام بھی تجویز فرمادیں۔

حضور انور نے موصوف کی خواہش پر اس جگہ کا نام ''بستان مہدی'' رکھا اور فرمایا کہ نیشنل مجلس عاملہ بینن جہاں مناسب سمجھے جگہ کا انتخاب کرلے۔ چنانچہ چھ ماہ قبل بستان مہدی کی جگہ کا انتخاب کرکے وقارِ عمل کے ذریعہ 2 ایکڑ زمین سے جنگلات اور بڑے بڑے درخت اکھاڑے گئے۔ یہ وقارِ عمل ہفتہ اور اتوار کو چھٹی کے ایام میں کئے جاتے رہے جو مسلسل چھ ماہ تک جاری رہے۔

ایک طرف تو اجتماع گاہ کی تیاری جاری تھی دوسری طرف ہر ڈیپارٹمنٹ میں مبلغین و معلمین اجتماع کے مقابلوں میں بھرپور شمولیت کے لئے تربیتی کلاسز منعقد کررہے تھے اور پھر خدام الاحمدیہ کی نیشنل عاملہ کے ممبران بھی اضلاع کے دورے کررہے تھے تاکہ احباب جماعت میں بستان مہدی میں ہونے والے پہلے اجتماع میں شمولیت کا شوق وجذبہ پیدا کریں۔

چنانچہ مکرم امیر صاحب بینن نے پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ فیکس ارسال کرنے کے بعد مورخہ 25/اگست 2006ء کو مجلس خدام الاحمدیہ بینن کے سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ دوران اجتماع پانچوں باجماعت نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد اور درسوں کا انتظام بھی رہا۔

اجتماع میں تلاوت، نظم، اذان، دینی معلومات، قصیدہ اور حفظ سترہ آیات کے علمی مقابلہ جات کے علاوہ رسہ کشی، دوڑ، فٹ بال اور زور آزمائی جیسے ورزشی مقابلے بھی اجتماع کی زینت بنے۔ جن میں بینن کی 92 مجالس کے کل 670 خدام واطفال نے حصہ لیا۔

اجتماع گاہ کی پکی سڑک سے دو کلومیٹر اندر جنگلات میں ہونے کی وجہ سے سب سے بڑا مسئلہ پانی کا تھا کیونکہ یہاں قریب قریب نہ تو کوئی کنواں ہے اور نہ کوئی نالہ یا ندی تھی۔ آٹھ سے دس کلومیٹر دور آبادی اور پانی میسر تھا۔ شہر سے یہاں تک پانی کی قیمت بھی اتنی بھرنی پڑ رہی تھی کہ ہماری استطاعت سے بہت باہر تھی۔ چنانچہ یہ کام مسلسل چار پانچ دن تک خدام کی ایک ٹیم نے کیا جو پورتونوو مشن ہاؤس سے پلاسٹک کے تین پانی سٹوریج ٹینک اجتماع گاہ لے گئے۔ دو ٹینک وہاں رکھے جبکہ ایک گاڑی میں رکھ کر شہر لے جاتے اور اسے بھرتے اور پھر واپس لاکر دوسرے ٹینک میں منتقل کرتے۔ یہ مشکل اور کڑا کام خدام نے ایسی ہمت سے سرانجام دیا کہ آخر وقت تک کسی بھی فرد کو اور نہ ہی کھانا پکانے والی ٹیم کو پانی کی کوئی کمی آئی۔

اسی طرح اجتماع کے لئے کھانا پکانے کا کام بینن کی لجنہ کی ٹیم نے سرانجام دیا اور اجتماع سے دو روز پہلے ہی 'بستان مہدی' پہنچ کر اپنے چولہے وغیرہ نصب کئے اور سامان طعام تیار کرنا شروع کیا اور پھر اجتماع کے تینوں دن کھانا نہایت عمدگی سے فراہم کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

''بستان مہدی'' جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے نہ صرف سبزہ زار جنگلات سے گھری ہوئی ایک جگہ ہے بلکہ اس کے گردونواح میں بسنے والے لوگ Fiticher توہم پرست اور جادوٹونے پر یقین کے لحاظ سے بہت کٹّر اور جماعت کے مخالف ہیں۔ ویسے بھی افریقہ کی عوام بالعموم اور بینن کے لوگ بالخصوص جادو ٹونوں جیسے برے نظریات کے بڑے پجاری ہیں۔ اچھے پڑھے لکھے طبقہ کے لوگ بھی ان نظریات سے مغلوب ہیں اور غریب عوام کی قسمتیں اور تقدیریں بھی جادو کے ذریعہ لکھتے اور زندگی موت کے فیصلے کرتے دکھائی دیتے ہیں (معاذ اللہ)۔

ان کا ایمان ہے کہ جادو کرکے بلائیں بھیج کر مروایا جاسکتا ہے۔ اور نظام کائنات کو بھی متحرک کرکے بنے بنائے کام میں بگاڑ پیدا کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ جب سے اس علاقہ کے مخالف عوام کو یہ علم ہوا کہ یہ علاقہ جماعت احمدیہ کے جلسوں اور پروگراموں کے لئے ایک مستقل جگہ بن رہا ہے اور عنقریب ان کا پروگرام ہونے والا ہے تو انہوں نے عوام میں یہ مشہور کرنا شروع کردیا کہ ان کے پروگرام میں جادو کے ذریعہ بارش بھیج کر لوگوں کو تتّر بتّر کردیا جائے گا گویا لوگ یہاں سے گھبرا کر بھاگ جائیں گے۔ ان نادانوں کو یہ علم نہ تھا کہ جس موسم میں وہ یہ دعویٰ کررہے ہیں وہ تو ہے ہی بارشوں کا موسم اور جس جماعت کو بھگانے کا سوچ رہے ہیں وہ جماعت تو خدا کے فضلوں کو اپنے اوپر لینے کے لئے دیوانہ وار عاشقوں کی طرح آگے بڑھتی ہے۔

بہرکیف اجتماع کا دوسرا دن تھا۔ صبح سے ہلکے پھلکے بادل پرواز کرتے دکھائی دے رہے تھے کہ تین بجے بعد دوپہر آناً فاناً خوب کالی گھٹا چھا گئی اور تیز رفتار آندھی اور بارش اس قدر کہ اجتماع گاہ کے شامیانے تک اکھڑ گئے۔ لیکن ؎

نظر جن کی خدا پہ ہو ارادے جن کے پختہ ہوں
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

چنانچہ اس خوف وہراس کی کیفیت پیدا ہونے سے قبل ہی مکرم امیر صاحب بینن اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ بینن سب سے پہلے آگے بڑھے اور اس بارش اور آندھی میں شامیانوں کو مرمت کرنا شروع کردیا۔ ان کا آگے قدم بڑھانا ہی تھا کہ کچھ خدام دیوانہ وار بغیر کسی سیڑھی یا سہارے کے شامیانے کے پولوں پر چڑھے اور شامیانے باندھنے اور سینے شروع کردئے۔ یہ کام اگرچہ کافی مشکل اور خطرہ والا تھا کہ کوئی ساز وسامان پاس نہ تھا۔ بارش بھی موسلا دھار اور ہوا بھی تیز آندھی کی طرح جو رکنے کا نام نہ لے رہی تھی۔ مگر یہ مجاہدین کہ جنہوں نے اسلام واحمدیت کی تعلیم میں عشاق صحابہ کی خدمت اسلام کے سنہری واقعات سنے ہوئے تھے اب ویسا ہی نمونہ دکھا رہے تھے گویا کہ ان کے دلوں میں مدت مدید کی حسرت ہو اور وہ آج پوری کرنے کا موقع پا رہے ہوں۔

ایک طرف کام کرنے والے خدام کا یہ شوق اور دوسری طرف اطفال وخدام کا یہ ولولہ کہ اس دو گھنٹے کے وقت میں مسلسل نعرہ ہائے تکبیر لگا لگا کر اور حمد باری تعالیٰ اور ثناء رسولؐ کے ترانے گا گا کر ان کے جوشوں کو اور گرما رہے تھے۔ یہ ایسا پرکیف ماحول تھا کہ بخدا اس حصہ سرزمین نے آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا اور نہ سنا ہوگا۔ اس صورتحال میں ایک بڑا ہی دلربا منظر یہ بھی ملا کہ کافی نعرے لگانے اور ترانے گانے کے بعد اطفال وخدام نے شکر باری تعالیٰ کے اظہار اور کام کرنے والوں کا حوصلہ بلند رکھنے کے لئے ایک انوکھا انداز یہ نکالا کہ اسماء باری تعالیٰ کو ایک ایک کرکے پڑھتے اور ساتھ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کرتے ہوئے پنڈال والی جگہ کے اردگرد بارش میں ہی طواف کی طرح چکر لگانے شروع کردئے۔ ان کا یہ ورد اور طواف یقیناً اللہ تعالیٰ کی محبت کو مزید کھینچنے کا موجب بنا کہ اس کے تھوڑی دیر بعد ہی بارش اور آندھی دونوں رُک گئے۔ اتنے میں شامیانے بھی مرمت ہوچکے تھے اور ایک مرتبہ پھر سے اجتماع گاہ تیار ہو گئی تھی۔ سورج ڈھل رہا تھا اور مغرب کا وقت قریب تھا۔ تمام لوگ اس جگہ کو غریب دلہن کی طرح سجا کر اپنے ربّ کے حضور جذبات تشکر سے جھک گئے اور نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔ بعدازاں سوال وجواب کی محفلیں، مختلف تقاریر اور مقابلہ جات اپنی روٹین میں ہونے لگے اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کبھی کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا۔ ہر خادم تروتازہ اپنی اپنی ذمہ داریوں میں مصروف العمل تھا اور یہ سلسلہ اور تمام پروگرام اختتام اجتماع تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور پیارے آقا کی دعاؤں کے طفیل خوش اسلوبی سے جاری رہے۔ نہ پانی بھرنے والے خدام کی ہمتوں میں کمی آئی اور نہ ہی لجنہ کی کھانا پکانے والی ٹیم کے حوصلے پست ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ جذبے، خلوص ومحبت کے یہ انداز بڑھتے چلے جائیں جن پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظریں پڑتی رہیں اور ہم میں سے ہر ایک بستان مہدی کی سرسبز شاخ بن کر خلافت سے وابستہ رہے۔ آمین

بیوی بچوں کو نماز کی تلقین کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''اپنے بیوی بچوں کو بھی نماز پڑھنے کی تلقین کیا کریں۔ نماز قائم کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان خود نماز پڑھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ لوگوں کو بھی نماز پڑھنے کی تلقین کرتا ہے۔ پس آپ اپنے ماحول میں روزمرہ کا یہ اسلوب بنالیں، زندگی کا یہ دستور بنالیں کہ اپنے دوستوں کو بھی تلقین کیا کریں اور اپنے بیوی بچوں کو بھی تلقین کیا کریں۔ قرآن کریم میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق آتا ہے ﴿وَ کَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَ کَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا﴾ (مریم:56) کہ وہ اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل کو نماز کی تلقین کیا کرو۔ فرمایا: ﴿وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا۔ نَحْنُ نَرْزُقُکَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی﴾ (سورۃ طٰہٰ:133) اور اس بات پر صبر کے ساتھ قائم رہ یعنی اے رسول! اس بات سے ہرگز نہ ہٹیں۔ نماز باجماعت کے لئے کہتے چلے جائیں۔ کہتے چلے جائیں۔ آخر ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہاری تذکیر سے اور تمہاری نصیحت سے بے نمازیوں کے دل بھی مغلوب ہوجائیں گے۔ اگر تم ان کو کہتے چلے جاؤ گے اور نہیں تھکو گے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔

پس احباب جماعت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو، اپنے بچوں کو، اپنے ساتھیوں کو، اپنے دوستوں کو نماز باجماعت کی ہمیشہ تلقین کرتے رہیں۔ اگر یہ چیزیں آپ کریں تو پھر معاشرہ خواہ کیسا برا ہو، کیسا مخالفانہ ہو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی نمازوں کی حفاظت ہوتی رہے گی، ویسے بھی یہ سادہ سادہ اور چھوٹی سی باتیں ہیں کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ بہت معمولی بات ہے لیکن فوائد کے اعتبار سے بہت بڑی بات ہے، اس کے نتیجہ میں نماز کے ظاہر کی حفاظت بھی ہوجائے گی۔

اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ ہے اپنی نمازوں کو اللہ کے پیار سے بھرنے کا۔ جب بھی نماز ادا کیا کریں سوچ کر اور سمجھ کر نماز ادا کیا کریں۔ سورۂ فاتحہ اگر کسی کو ترجمہ کے ساتھ نہیں آتی تو ترجمہ سیکھے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھا کرے کیونکہ یہ علم ومعرفت کا ایک لامتناہی خزانہ ہے اس میں حق وحکمت پر مشتمل ایسی دعائیں ہیں جن کا فیض کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس کی بعض آیتیں ایسی ہیں جو ہر صورت حال پر اطلاق پاجاتی ہیں اور پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔

ایک دفعہ ایک غیر از جماعت دوست نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ جماعت احمدیہ تو اس بات کی قائل ہی نہیں ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرے (اور نماز کے اندر انہوں نے سمجھا کہ عربی الفاظ کے سوا ہم کچھ بول نہیں سکتے) اس لئے آپ یہ بتائیں کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہوں لیکن نماز کے بعد جن کو اجازت نہ ہو دعا کرنے کی تو وہ کس وقت دعا کریں اور کس طرح کریں۔ میں نے ان سے کہا اول تو یہ مسئلہ ہی غلط ہے کہ نماز میں اپنی زبان میں دعا نہیں ہوسکتی۔ ہم تو اس کے قائل نہیں ہیں لیکن اس کے علاوہ نماز خود ایک کامل دعا ہے ایک پہلو بھی ایسا نہیں ہے جس کی انسان کو ضرورت پڑسکتی ہو اور اس کی دعا نماز میں موجود نہ ہو''۔ (مشعل راہ جلد سوم ص 16)

پوپ کی ایک حالیہ تقریر کا ناقدانہ جائزہ

(زبیر خلیل احمد خان۔ جرمنی)

دنیائے عیسائیت میں کئی پوپ ہیں مثلاً Optic Church کا ایک پوپ ہے ۔اسی طرح مشرقی آرتھوڈاکس(Orthodox) چرچ کے سربراہ کوبھی ہولی فادر کہا جاتا ہے ۔لیکن دنیا میں عام طور پر پوپ اس شخصیت کو سمجھا جاتا ہے جو کہ روم کا بشپ ہوتا ہے کیونکہ اینگلیکن چرچ کے آئین کی دفعہ 39 میں اس کا یہی نام درج ہے۔ دنیائے عیسائیت کے باہر یہ تاثر بھی عام ہے کہ روم کا پوپ شاید پوری مغربی دنیا کا مذہبی سربراہ ہے جبکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔

ستمبر کے مہینہ میں موجودہ پوپ (Joseph Ratzinger) نے اپنے دورۂ جرمنی کے دوران ریگنس برگ یونیورسٹی میں ایک خطاب کیا ۔ اس خطاب سے پوپ کے سامعین نے کوئی فائدہ اٹھایا یا نہیں اس کا علم تو نہیں ہو سکا لیکن یہ ضرور ہوا کہ مغرب اور اسلام کے درمیان جو تناؤ اور کھنچاؤ پہلے چل رہا تھا اس میں مزید اضافہ ہوگیا۔

روم کے پوپ نے اپنے خطاب کے ابتدائی کلمات ختم کرنے کے بعد ایک حوالہ بیان کیا جو چودھویں صدی عیسوی کے بازنطینی بادشاہ مینوئیل دوئم کی ایک گفتگو سے متعلق تھا۔ کسی معین جگہ یا تاریخ کا ذکر اس حوالہ میں موجود نہیں ہے۔ صرف اتنا ہی بیان ہے کہ بادشاہ کی گفتگو کسی فارسی عالم سے ہوئی تھی ۔ واضح رہے کہ فارسی عالم کا نام بھی نہیں بتلایا گیا ۔ موضوع گفتگو ''عیسائیت اور اسلام'' درج کیا گیا ہے۔

بازنطینی بادشاہ مینوئیل دوم کے حوالہ سے درج ہے کہ اس نے فارسی عالم سے کہا کہ مجھے دکھلاؤ کہ محمدؐ کونسی نئی چیز لے آیا ہے۔ دیکھنے والوں کو صرف بدی اور انسانیت سوز امور ہی ملیں گے جیسے کہ اپنے عقائد کو تلوار کے ذریعہ پھیلانے کا حکم وغیرہ ۔ اپنی گفتگو کو جاذب نظر بنانے اور اس میں مزید نکھار پیدا کرنے کے لئے بادشاہ نے اپنی درج شدہ گفتگو میں ان الفاظ کا مزید اضافہ کر دیا کہ ''کسی بھی معقول ذی روح کو کسی بھی عقیدہ کے لئے قائل کرنے کے لئے طاقتور ہاتھ کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی کسی خوفناک ہتھیار کی اور نہ کسی کو موت کی دھمکیوں سے عقیدہ اپنانے کے لئے قائل کیا جاسکتا ہے''۔

تاریخ سے حقیقی واقفیت رکھنے والے مسلمان یا غیر مسلمان اس امر سے سو فیصد اتفاق کریں گے کہ اپنے خطاب میں اس مخصوص حوالہ کا ذکر کر کے روم کے پوپ نے انصاف کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اور یہ کہنا بھی قطعاً مبالغہ نہ ہوگا کہ پوپ نے دوہرے معیار کی انتہا کر دی ہے۔ بازنطینی دور حکمرانی میں عقائد کو طاقت، دھمکیوں اور ہتھیاروں کے زور سے تو کیتھولک عقیدہ کے حامل افراد نے پھیلایا تھا۔ 4th Catholic Crusade جو کہ 1204ء میں شروع ہوئے اور 1453ء میں قسطنطنیہ کے قبضہ پر منتج ہوئے اس سارے عرصہ میں کیتھولک عیسائیوں نے عقائد بدلنے کے لئے سارے حربے استعمال کئے ۔ یہ کیتھولک عیسائی ہی تھے جو فلسطین کی طرف ہجرت کرنے والے دیگر عیسائیوں اور یہودیوں کو زندہ جلا دیا کرتے تھے ۔ اور پھر کیتھولک عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی تھی۔ یہ ساری تفصیلات "Sir Steven Runcimans History of Crusades" میں درج ہیں۔

اگر پوپ کا مقصد یہ تھا کہ وہ مذاہب کو نصیحت کریں کہ تمام مذاہب جبر واستبداد سے قطع تعلق کر لیں تو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ماضی میں جو کچھ ہوا اس کو بھلا دیا جائے۔ اور اب دنیا میں امن کو فروغ دیں۔ لیکن دراصل پوپ کا مقصد اس بین السطور حوالہ کو دینے کا کچھ اور تھا اور اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے پوپ نے وسطی زمانہ میں ہونے والی ان زیادتیوں کی طرف اپنے سامعین کی توجہ بڑی ہوشیاری سے مبذول کرائی ہے۔ اور بادشاہ مینوئیل دوم کے الفاظ جان بوجھ کر استعمال کئے ہیں۔

اگر کوئی سمجھتا ہے کہ یہ حوالہ غلطی سے یا انجانے سے دیا گیا ہے تو یہ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ پوپ نے اپنے خطاب کو ختم کرنے سے قبل دوبارہ اسی بادشاہ کا ذکر کیا جیسے کہ وہ اسی حوالہ پر پورا زور دینا چاہ رہے ہوں اور واضح کر دیا کہ انہوں نے جو بات کی ہے وہ سوچ بچار کے بعد کی ہے۔ اور ان کا اپنا نظریہ بھی اسی سے ملتا جلتا ہے۔

اب جیسا کہ دستور زمانہ ہے معذرتیں اور توجیہات پیش کی جارہی ہیں۔ تاہم جو نقصان ہونا تھا وہ ہو چکا اور دونوں بڑے مذاہب میں اختلاف کی خلیج مزید وسیع ہوگئی ہے۔

اپنے خطاب میں پوپ نے اس امر سے اختلاف کیا ہے کہ مذہب اسلام میں خداتعالیٰ کے احکامات مکمل اور فائنل حالت میں نازل ہوئے ہیں جو کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت محمدؐ پر وحی کے ذریعہ یا کشفی حالت میں لایا کرتے تھے۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ جب وہ پوپ بائبل میں خدا کے تصور یا احکامات کا حوالہ دیتے ہیں تو وہاں Apostle John کا حوالہ دیتے ہیں اور اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں کہ St.Paul کو بھی وجدان، کشف یا خواب کی حالت میں یہ احکامات دئے گئے تھے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں عیسائیت کی تعلیم کو عام کریں۔

اسی طرح پوپ نے اپنے خطاب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ الزام دیا ہے کہ ''مذہب کے معاملہ میں جبر جائز نہیں'' اس وقت کہا گیا جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بھی اور اسلام بھی کمزور تھے ۔ لیکن اپنے خطاب میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جہاں متذکرہ بالا تعلیم کے خلاف اسلام کے نبیؐ کو احکامات دئے گئے ہوں۔ آخر یہ شاطرانہ طریق کس حقیقت کی غمازی کرتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ دنیائے اسلام میں جذباتی لوگوں کی بھی بہتات ہے۔ اور بعض معاملات پر وہ قطعاً عقلمندی کا ثبوت نہیں دیتے۔ کارٹونوں کے مسئلہ پر مغرب اور اسلام میں اختلافات کے مسئلہ پر یا اسرائیل اسلام کے مسئلہ پر کیتھولک مذہب نے ہمیشہ منفی رویّہ اپنایا ہے اور ہمیشہ اسلام کے بارہ میں غلط مفروضات پھیلانے میں واضح کردار ادا کیا ہے۔

پوپ نے اپنے اس پورے خطاب میں جس نظریہ کا شدّت سے پرچار کیا ہے وہ یہ ہے کہ منطق (Reason) اور انفرادی ضمیر کو عقیدہ پر فوقیت حاصل ہے۔ پوپ کے مطابق Logos کے معنی ''لفظ'' کے ہیں یا پھر منطق کے۔ کسی اور زبان میں شاید ایسا ہو لیکن بائبل میں Logos کو آسمانی لفظ بیان کیا گیا ہے۔ پوپ نے اپنے خطاب میں فلاسفر Kant اور Descartes کا سرسری حوالہ دیا ہے جبکہ Spinoza اور Hume کو قطعی نظر انداز کر دیا ہے۔

پوپ نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک نقطہ پر آ کر مذہب عقل اور سائنس ایک دوسرے سے مطابقت اختیار کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اصل بات جو ثابت کرنا مقصود تھی وہ یہ تھی کہ مذہبی رہنماؤں کو جو علم بذریعہ وجدان، کشف یا وحی کے ذریعہ دیا جاتا ہے کیا وہ حقیقت ہے اور کب اسے بطور عقیدہ قبول کر لینا چاہئے یا کہ منطقی بحث شروع کر دینی چاہئے۔

ایک اور بات جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے وہ یہ ہے کہ موجودہ پوپ جب ابھی زیر تربیت تھے اور پوپ نہیں بنے تھے تو انہوں نے ایک مرتبہ واضح طور پر کہا تھا کہ مذہب اسلام دنیا میں تبدیلی یا انقلاب لانے کی اہلیت نہیں رکھتا ۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر رومن کیتھولک چرچ کوئی مناسب راہ نکال لیتا تو ہوسکتا تھا کہ اس لفظ اسلام کو بھلا دیا جاتا۔

بہرحال کیتھولک مذہب کے موجودہ سربراہ نے اپنے اس خطاب کے ذریعہ دنیائے اسلام کے تالاب میں کنکریاں پھینک کر ایک ارتعاش پیدا کیا ہے۔

❀❀❀❀❀❀

گوتھن برگ(سویڈن) میں کتب کے عالمی میلہ میں جماعت احمدیہ سویڈن کی کامیاب شمولیت

(آغا یحییٰ خان مبلغ سلسلہ ونائب امیر سویڈن)

21 ستمبر تا 24 ستمبر 2006ء گوتھن برگ (سویڈن) میں کتب کا عالمی میلہ منعقد ہوا جس میں جماعت کو بھی ہر سال کی طرح امسال بھی سٹال لگانے کی توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام نے بہت شوق سے اس میں حصہ لیا اور تمام آنے والے غیر مسلموں کو بہت اچھے طریق سے سوالات کے جواب بھی دئے۔ اس کتب میلہ میں تمام دنیا سے کتب پڑھنے اور خریدنے کے شوقین کھنچے چلے آتے ہیں اور اپنی من پسند زبان میں کتب خریدتے ہیں۔ امسال یہ 22واں عالمی میلہ تھا۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ اس سال اس کتب میلہ کا عنوان ''آزادی تحریر'' تھا۔

حسبِ سابق جماعت احمدیہ سویڈن نے اس عالمی میلہ میں شعبہ اشاعت اور تبلیغ کی مدد سے اسلامی کتب کا سٹال لگایا جو ساٹھ ممالک کے اس عالمی کتب کے میلہ میں اپنی قسم کا واحد سٹال تھا ہم نے قرآنِ مجید کے متعدد تراجم کے علاوہ حضرت مسیحِ موعودؑ کی شہرہ آفاق کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے بیشتر زبانوں میں تراجم اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی علم وعرفان سے بھرپور کتب کی نمائش کی اور قرآنِ مجید اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے سویڈش ترجمہ کی وسیع پیمانے پر فروخت کے علاوہ دہشت گردی کے خلاف اسلامی نقطہ نظر اور اسلام اور احمدیت کے تعارف پر مشتمل پمفلٹ اور MTA، Review of Religions اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے مختصر تعارف پر مشتمل پمفلٹ بڑی تعداد میں تقسیم کئے، جس پر جماعت کی مرکزی ویب سائٹ اور سویڈن کی ویب سائٹ کے ایڈریس بھی درج تھے۔ خاکسار مسلسل چاروں دن سٹال پر موجود رہا اور لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے اور خدام کی راہنمائی بھی کی کہ کیسے کس سوال کا جواب دینا چاہئے ۔ مکرم نیشنل امیر صاحب بھی سٹال پر تشریف لائے اور ہم سب کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

بچوں اور بچیوں نے بہت سا لٹریچر مفت بھی تقسیم کیا اور آنے والے مہمانوں کو جماعت کا تعارف کرایا۔

اس سال سٹال کی اہم بات یہ تھی کہ ہم نے حضرت مسیحِ موعودؑ کی تصویر بہت بڑی اور نمایاں کر کے ایسی جگہ پر لگائی تھی کہ ہر گزرنے والے کی نظر اس پر ضرور پڑتی تھی اور اس کے نیچے عبارت تحریر تھی کہ مسیح آ چکے ہیں۔

خدا کرے کہ اس نمائش کے نتیجہ میں ہونے والے رابطے ثمر آور ہوں۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام خدام، اطفال اور ممبران جنہوں نے نمائش کو کامیاب بنانے کی سعی بلیغ کی اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

❀❀❀❀❀❀

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یادرکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے۔ **جس قدر انسان روح کی صفائی کرتا ہے اسی قدر عقل میں تیزی پیدا ہوتی ہے** اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر اس کی مدد کرتا ہے۔ مگر فاسقانہ زندگی والے کے دماغ میں روشنی نہیں آسکتی''۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ717)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

رمضان کا آخری عشرہ

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

رمضان کے آخری عشرہ کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ سنت رسولؐ کی رو سے ہمیں یہ عشرہ کس طرح گذارنا چاہئے۔

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"قالَت عَائشۃُ رَضِیَ اللّٰہ عَنھَا کانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَجتَھِدُ فِی العَشرِ الاَوَاخِرِ مَا لاَ یَجتَھِدُ فِی غَیرِہ"۔ (صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من شہر رمضان)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادات میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی۔ تو رمضان میں وہ کوشش کیا ہوتی ہوگی جو عام طور پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دیکھنے میں بھی نہیں آئی۔ اور آپؐ کی روایات جو رمضان کے علاوہ ہیں وہ ایسی روایات ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے کہ ایک انسان اتنی عبادت بھی کرسکتا ہے۔ ساری ساری رات بسا اوقات خدا کے حضور بلکتے ہوئے ایک سجدہ میں گزار دیتے تھے۔ جس طرح کپڑا انسان اتار کر پھینک دیتا ہے اسی طرح آپ کا وجود گرے ہوئے کپڑے کی طرح پڑا ہوتا تھا۔ اور عائشہ صدیقہؓ سمجھا کرتی تھیں کہ کسی اور بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہوں، تلاش میں گھبرا کر باہر نکلتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ویرانے میں پڑا ہوا دیکھتی ہیں اور جوش گریاں سے جیسے ہانڈی ابل رہی ہو ایسی آواز آرہی ہوتی تھی۔ وہ عائشہ جب گھر کو لوٹتی ہوگی تو کیا حال ہوتا ہوگا۔ کیا سمجھا تھا اپنے آقا اور محبوب کو اور کیا پایا۔ یہ عام دنوں کی بات ہے، یہ رمضان کی بات نہیں ہے عام دنوں میں یہ پایا ہے حضرت عائشہؓ نے۔ آپ گواہی دیتی ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ ﷺ پر آخری عشرہ میں ایسے وقت آتے تھے کہ ہم نے پہلے کبھی دوسرے دنوں میں نہیں دیکھے۔ ان کیفیات کو بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔ نہ میری طاقت میں ہے نہ کسی اور انسان کی طاقت میں ہے۔ لیکن آپ نے خود ان کیفیات سے کہیں کہیں پردہ اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ میں کس دنیا میں پہنچا ہوا تھا، میں کس دنیا میں بسر کرتا رہا ہوں وہ احادیث بھی ابھی میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہوں۔

ایک روایت وہ ہے جس کے متعلق ہماری کتب میں اور بالعموم روایتاً جو معنے بیان کئے جاتے ہیں وہ میرے نزدیک درست نہیں ہیں وہ واقعہ اپنی ذات میں تو درست ہے کہ ایسا ہوا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں پہلے سے زیادہ صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے اس میں کوئی شک نہیں مگر جو روایت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس کے ترجمہ کو محدود کر دیا گیا ہے اور وہ ترجمہ اس سے بلند اور وسیع تر ہے جو عام طور پر آپ کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ وہ روایت یہ ہے:

عن عبداللہ بن عتبۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال کان النبی ﷺ اجود الناس بالخیر و کان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبریل و کان جبریل علیہ السلام یلقاہ کل لیلۃ فی رمضان حتی ینسلک یعرض علیہ النبی ﷺ القرآن فاذا لقیہ جبریل علیہ السلام کان اجود بالخیر من الریح المرسلۃ۔ یہ جو آخری حصہ ہے اس میں وہ معنی پوشیدہ ہیں جو مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور جو عموماً ترجموں میں دکھائی نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے اجــود کا معنی یہ لیا گیا ہے کہ وہ بہت زیادہ سخی غریبوں پر خرچ کرنے میں اور خیر کا معنی یہ لیا گیا ہے دنیا کا مال اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے دنوں میں اتنا زیادہ خرچ کیا کرتے تھے جیسے تیز ہوا میں اور بھی تیزی آجائے اور وہ ہوا جھکڑ میں تبدیل ہوجائے۔ یہ معنی دل پسند معنی ہیں، اچھے معنی ہیں مگر اس روایت میں اس موقع پر یہ معنی مناسب نہیں بلکہ اس کے کچھ اور معنی بنتے ہیں۔ جبرئیل ہر رات کو اترا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو تنہا پاتے تھے اس وقت اس روایت کا یہ معنیٰ لینا کہ جبرائیل ایسی حالت میں ملتے تھے کہ آپ سخاوت میں اور لوگوں میں خرچ کرنے میں بہت تیزی دکھایا کرتے تھے وہ وقت ہی ایسا نہیں ہے جس میں باہر نکل کر غریبوں کو ڈھونڈا جائے اور ان پر کثرت سے خرچ کیا جائے۔ راتیں تو آنحضرت ﷺ اور خدا کے درمیان کی راتیں تھیں۔ ان راتوں میں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جبرائیل جب قرآن کریم لے کر آئیں تو آپ کو اس حال میں پائیں، یہ ناممکن ہے۔ لیکن اجــود کا وہ معنی جو اعلیٰ درجہ کی لغات امام راغب وغیرہ سے ثابت ہے اور خیر کا وہ معنیٰ جو اعلیٰ درجہ کی لغات سے ثابت ہے وہ کچھ اور مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔

اجود اس شخص کو کہیں گے جو نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جائے اور خیــر حسنہ کو کہتے ہیں صرف مال کو نہیں کہتے۔ ہر بھلی بات جس کی مومن توقع رکھتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ یہ بھلائی مجھے نصیب ہو اسے خیر کہا جاتا ہے۔ پس ان معنوں میں جب اس حدیث کو آپ دوبارہ پڑھیں تو بالکل ایک اور مضمون، ایک نیا جہان آپ کی آنکھوں کے سامنے ابھرے گا۔ آنحضرت ﷺ کو جب بھی جبرئیل نے دیکھا ہے رات کو آپ ان نیکیوں میں غیر معمولی آگے بڑھنے والے تھے تمام کائنات کے وجودوں سے آگے بڑھنے والے تھے جن نیکیوں میں دوسرے لوگ ان میدانوں میں سفر کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ رات کو اپنے خدا کی یاد میں غرق ہونے میں سب سے زیادہ تھے۔ رات کے وقت اجود تھے ان معنوں میں کہ ذکر الٰہی میں اپنے آپ کو گم کر دیا اور خیــــر کے جتنے بھی اعلیٰ پہلو ہیں مال کے علاوہ، ان سارے پہلوؤں میں محمد رسول اللہ ﷺ میں ایسی تیزی آئی ہوتی تھی جیسے جھکڑ چل رہا ہو۔ یہ حقیقی معنی ہیں اور لغت سے میں نے اچھی طرح دیکھ لئے ہیں۔ یہ موقع نہیں کہ لغت کی تفصیل میں جایا جائے لیکن آپ یقین کریں کہ ہر پہلو سے چھان بین کے بعد میں آپ کو مطلع کر رہا ہوں کہ ان معنوں میں جبرئیل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب بھی دیکھا اس حال میں دیکھا ہے۔ ہر نیکی میں اتنی تیزی آئی ہوتی تھی کہ جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور یہ تیزی ذکر الٰہی کی تیزی تھی خدا کی ذات میں ڈوب جانے کی تیزی تھی۔

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کر کے دیکھ لیں تو پھر اندازہ ہوگا کہ کتنی مشکل مگر کتنی لازمی پیروی ہے۔ مشکل تو ہے کیونکہ یہ سفر بہت طویل ہے۔ ایک عام انسان کے لئے اس سفر کی آخری منازل کے لئے تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ چند دن تو ہیں۔ ان دنوں میں اللہ خود قریب آجاتا ہے۔ یہ وہ دن ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی آسان کر دی جاتی ہے۔ پس ان دنوں سے فائدہ اٹھائیں اور ان دنوں کا حقیقی معنوں میں استقبال کریں۔ ان کو وداع کرنے کے لئے نہ رمضان کا وقت گزاریں بلکہ ان کے استقبال کے لئے اپنے بازو دراز کر دیں، اپنے سینے کے در وا کر دیں اور پوری کوشش کریں کہ رمضان کی برکتیں ہر طرف سے آپ کو گھیر لیں اور آپ کے اندر اس طرح داخل ہو جائیں جیسے سورج طلوع ہو جاتا ہے"۔

❁......اسی طرح فرمایا: "ایک حدیث مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۷۵ مطبوعہ بیروت سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عمل کے لحاظ سے ان دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب اور کوئی دن نہیں ہیں۔ عمل کے لحاظ سے جو ان دنوں میں برکت ہے ایسے اور کسی عشرے اور کسی اور دن میں برکت نہیں ہے۔

پس مبارک ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہیں اور یہ برکتیں کلیۃً ہمیں وداع کہہ کر چلی نہیں گئیں۔ آپ ان کا استقبال کریں تو آپ کے گھر اتر کر ٹھہر بھی سکتی ہیں اور یہی حقیقی نیکی کا مفہوم ہے۔ نیکی وہ جو آکر ٹھہر جائے اور پھر رخصت نہ ہو۔ ان ایام میں خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ نے جس ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے وہ ایک ہے تہلیل۔ تہلیل سے مراد ہے لَآاِلٰـہَ اِلاّ اللّٰـہ، دوسرے تکبیر اَللّٰـہُ اَکْبَر، اَللّٰـہُ اَکْبَر، تیسرے تحمید، اَلْحَمْدُلِلّٰہ، اَلْحَمْدُلِلّٰہ۔ تو یہ تین سادہ سے ذکر ہیں جو بآسانی ہر شخص کو توفیق ہے کہ ان پر زور ڈالے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/جنوری 1998ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن 13/مارچ 1998ء)

کھانسی کے لئے چند گھریلو نسخے

کھانسی دو قسم کی ہوتی ہے خشک اور تر، خشک کھانسی میں بلغم نہیں ہوتی۔ تر کھانسی میں بلغم خارج ہوتی ہے۔ خشک کھانسی زیادہ تکلیف دیتی ہے۔ کھانستے کھانستے سر درد سے پھٹنے لگتا ہے۔ اس کے لئے ایک نسخہ یہ ہے کہ پھٹکڑی بریاں تین ماشہ اور چینی تین ماشہ اکٹھی پیس لیں۔ اس کی چودہ پڑیاں بنالیں۔ اگر کھانسی خشک ہے تو دن میں تین پڑیاں صبح، دوپہر، شام دودھ سے دیں اگر کھانسی تر ہے تو یہ پڑیاں پانی سے مریض کو دیں۔

دوسرا نسخہ

ہلدی کی گانٹھ کو توے پر بھون لیں پھر اسے باریک پیس لیں۔ روزانہ صبح، دوپہر، شام تین تین ماشہ ہمراہ پانی لیں۔

تیسرا نسخہ

ہلدی کو باریک پیس کر خالص شہد میں ملائیں۔ شہد اتنا ملائیں کہ گولیاں بن سکیں۔ جب کھانسی کا دورہ اٹھے تو ایک گولی منہ میں رکھ کر چوسیں۔ کھانسی نہ تھمے تو ایک گولی اور چوس لیں۔

چوتھا نسخہ

اگر کھانسی شدید ہو تو ایک کلو گائے کا دودھ لیں۔ پنساری سے دو تولہ نمک سانبھر لے کر اس دودھ میں ملا کر اتنا ابالیں کہ دودھ خشک ہو جائے۔ پیچھے نمک رہ جائے گا۔ صبح کے وقت یہ نمک دو رتی چاٹیں۔ تین چار دنوں میں کھانسی ٹھیک ہو جائے گی۔

کھانسی سے گلا بیٹھ جانے کا نسخہ

بعض اوقات نزلہ زکام اور کھانسی سے گلا اتنا بیٹھ جاتا ہے کہ آواز نہیں نکلتی۔ اس کے لئے پنساری سے چار تولہ املتاس لیں اور اسے آدھ کلو دودھ میں ملا کر ابالیں مریض کو اس کے غرارے کرائیں۔

پانچواں نسخہ

ایک ماشہ نمک مولی لیں اور اس میں چھ ماشہ چینی ملا لیں۔ صبح اور شام تھوڑی سی مقدار میں گرم پانی سے لیں۔

چھٹا نسخہ

کھانسی کے لئے گوند کیکر ایک تولہ اور پسی ہوئی ملٹھی دو تولہ ملا کر پانی کے ساتھ یک جان کر لیں۔ چار چار رتی کی گولیاں بنائیں اور صبح، دوپہر، شام ایک ایک گولی چوسیں۔

کھانسی کے لئے پرہیز انتہائی ضروری ہے۔ سب سے پہلے احتیاط یہ کریں کہ قبض نہ ہونے دیں۔ نزلہ اور زکام کے لئے بھی یہی احتیاط بے حد ضروری ہے۔ اگر قبض محسوس ہو تو غذا ہلکی کر دیں۔ زود ہضم غذا کھائیں۔ رات کو گلقند دو بڑے چمچ ہمراہ دودھ لیں یا مربہ ہرڑ دودانے کھالیں اور بعد میں دودھ پی لیں۔

ساتواں نسخہ

کھانسی کے لئے ایک اور انتہائی سستا بلکہ مفت نسخہ ہے۔ مکئی کے بھٹے کا تکا جلا کر پیس لیں۔ اس کے برابر اس میں چینی ملا لیں۔ تین ماشے صبح اور تین ماشے شام کو کھائیں۔ (ماہنامہ 'حکایت' جنوری 2006)

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

ماہنامہ ''النور'' کا الوصیت نمبر

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' کا جنوری ۲۰۰۵ء کا خصوصی شمارہ ''الوصیت نمبر'' کے حوالہ سے شائع کیا گیا ہے۔ انگریزی اور اردو زبانوں میں A4 سائز کے ایک سو سے زائد صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں بہت عمدہ مضامین، منظوم کلام اور قیمتی تصاویر شامل ہیں۔ اس رسالہ میں نظام وصیت کی تاریخ اور مختلف ادوار میں اس کی ترقی کے لئے کی جانے والی خلفائے عظام کی کوششوں کی عمدگی سے تصویر کشی کی گئی ہے۔ احباب جماعت کو عموماً اور امریکہ کے احمدیوں کو اس نظام میں شامل ہونے کے لئے خلفائے کرام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کے توسط سے کی جانے والی تحریک بہت پُرکشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اشاعت کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور نظام وصیت کے حوالہ سے خصوصیت سے جماعت احمدیہ امریکہ سے کی جانے والی حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بلند توقعات کو پورا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس شمارہ کے لئے ارشاد فرمودہ اپنے پیغام میں جماعت امریکہ سے فرمایا ہے: ''......بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار یہاں تک نہیں پہنچے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معیار کی شرائط کو پورا کرسکیں۔ تو اُنہیں بھی ذہن نشین رہے کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا کہ آپؑ نے فرمایا اپنے اندر بہتری کی کوشش کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی کی سالوں کی مسافت دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے ہوجاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہوں پر اس نظام میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دی ہیں اور جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ہمیشہ ملتے رہیں گے جو اللہ کی خاطر مالی قربانیاں پیش کریں گے اور روحانیت میں ان کا قدم آگے بڑھتا رہے گا۔ مگر افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ جس رفتار سے جماعت کے افراد کو عہد باندھتے ہوئے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، اس رفتار سے جماعت ابھی اس طرف رُخ نہیں کررہی۔ سو میرا پیغام آپ سب کے لئے یہ ہے کہ خدا کے مسیح نے جو اپنی جماعت کے افراد پر حسن ظن فرمایا ہے اس کی لاج رکھیں۔ اور اپنی اور آئندہ نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے اس بابرکت نظام میں شامل ہوں۔''

حضرت مولوی شیر محمد صاحب آف ہجن

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ اپریل 2005ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت مولوی شیر محمد صاحبؓ آف ہجن کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت حکیم شیر محمد صاحب آف ہجن ضلع سرگودھا ''رانجھا'' قوم سے تعلق رکھتے تھے جو قریش خاندان کی ایک شاخ ہے۔ والد کا نام محترم مولوی غلام مصطفیٰ صاحب تھا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب کے والد اور جید عالم حضرت مولوی نظام الدین صاحب آپ کے بھائی تھے۔ آپ ایک علم دوست خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ عربی و فارسی کے عالم ہونے کے علاوہ بلند پایہ کے حکیم تھے اور اپنے علاقہ میں جانے پہچانے اور بے حد محترم تھے۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے قریبی دوستوں میں سے تھے اور انہی کے فیوض و برکات کے زیر اثر قبول احمدیت کا شرف پایا۔ آپ کے ذریعہ پھر یہ ثمر حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے خاندان کو ملا۔

حضرت حکیم صاحبؓ نے 7/ستمبر 1889ء کو بیعت کی، رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کا نام 124ویں نمبر پر یوں درج ہے: مولوی شیر محمد ولد میاں غلام مصطفیٰ زمیندار ساکن موضع ہجن تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور......

آپؓ کا پیشہ طبابت وزمینداری لکھا ہوا ہے۔

آپؓ کے بھتیجے حضرت منشی تصدق حسین صاحبؓ (بیعت 1892ء بمقام سیالکوٹ) حضورؑ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے اور بیعت کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''مولوی عبدالکریم صاحب مجلس میں سے اٹھ کر میری جانب تشریف لائے وہ مجھ کو نہ پہچان سکے لیکن میں نے اپنی پہچان خود کرائی اور بتایا کہ میں شیر محمد صاحب احمدی از ہجن کا بھتیجا ہوں۔ اس پر جناب مولوی صاحب میری درخواست کے ماتحت حضرت اقدس کے سامنے مجھے لے گئے اور میں نے آپ کے سامنے قبلہ رخ بیٹھ کر مصافحہ کیا۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ یہ بھائی شیر محمد صاحب سکنہ ہجن ضلع شاہ پور کے بھتیجے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ شیر محمد صاحب کو جانتے ہیں۔ جناب مولوی صاحب نے فرمایا حضور جانتا ہوں۔ فرمایا: ''وہ بہت نیک اور صالح آدمی ہیں'' اس کو دودفعہ کہا اور پھر تقریر شروع فرمائی......''

حضرت حکیم صاحبؓ حضور علیہ السلام کے لئے بے پناہ محبت اور غیرت رکھتے تھے۔ چنانچہ جب ستمبر 1891ء میں حضرت اقدسؑ دہلی تشریف لے گئے تھے اور وہاں کی جامع مسجد میں مولوی نذیر حسین صاحب کے ساتھ مباحثہ کی تجویز ہوئی تھی تو شہر میں مخالفت کا خطرناک زور تھا اور حضرت اقدسؑ کے اہل وعیال بھی سفر میں تھے اس لئے حضورؑ مباحثہ کی طرف جاتے ہوئے مکان کی حفاظت کے لئے آپؓ کو ٹھہرا گئے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دل میں پختہ عہد کرلیا تھا کہ میں اپنی جان دیدوں گا لیکن کسی کو مکان کی طرف رُخ نہیں کرنے دوں گا۔

حضرت حکیم شیر محمد صاحبؓ نہ صرف عالم تھے بلکہ دعوۃ الی اللہ کا بھی بے حد شوق رکھتے تھے۔ اپنے بڑے بھائی حضرت مولوی نظام الدین صاحب کو پیغام حق پہنچانے کی پوری کوشش کی۔ چونکہ دونوں بھائی جید عالم تھے اس لئے ''ادرھماں'' گاؤں کی مسجد میں اکٹھے بیٹھ کر تبادلہ خیالات کیا کرتے اور یہ گفتگو اتنا طول کھینچ جاتی کہ صبح سے شام ہوجاتی۔ دونوں طرف سے کتابوں کا انبار لگ جاتا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بھی اپنے والد ماجد کو پیغام حق پہنچانے میں آپ کا ساتھ دیتے۔ بالآخر حضرت مولوی نظام الدین صاحب بھی حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوگئے۔ پھر آپ تینوں کی مخلصانہ کوششوں اور پرسوز دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شیریں پھل عطا کئے اور ''ادرھماں'' میں ایک نہایت مضبوط اور قربانی کرنے والی جماعت قائم ہوئی۔ یہ گاؤں آج تک احمدی گاؤں کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔

جب موضع چادہ (متصل بھیرہ) میں مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی نہر کے پٹواری تھے تو حکیم صاحب اپنی زمین دیکھنے کے سلسلہ میں وہاں گئے اور دعوۃ الی اللہ کے شوق میں مولوی بوتالوی صاحب کو تبلیغ کرنے لگے۔ بعد میں مولوی صاحب نے آپؓ کو بتایا کہ وہ بھی احمدی ہیں لیکن اس لئے چپ رہے تاکہ دیگر حاضرین کو فائدہ پہنچ جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''فتح اسلام'' جو 1890ء کے آخر میں لکھی گئی میں فرمایا کہ: ''......ایسے بھی بہت ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے مجھے دیا ہے اور وہ میرے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں اور میں انشاء اللہ کسی دوسرے وقت میں اُن کا تذکرہ لکھوں گا''۔ چنانچہ اگلے سال آپ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''ازالہ اوہام'' تصنیف فرمائی جس میں آپ نے اپنے مخلصین مبایعین کا بھی ذکر فرمایا۔ آپ نے ان مخلصین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ سب صاحب علیٰ حسب مراتب اس عاجز کے مخلص دوست ہیں۔ بعض ان میں اعلیٰ درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں، اسی اخلاص کے موافق جو اس عاجز کے مخلص دوستوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں جداگانہ ان کے مخلصانہ حالات لکھتا''۔

حضور علیہ السلام نے ان ذکر کردہ اسماء مبایعین میں حضرت مولوی صاحب کو بھی اس طرح شمار کیا ہے: جبی فی اللہ مولوی شیر محمد صاحب ہجنی

حضور کی کتاب ''آریہ دھرم'' میں حضور کا گورنمنٹ کے نام ایک اشتہار (ستمبر 1895ء) درج ہے جس میں 700/افراد کے نام درج ہیں۔ بھیرہ ضلع شاہ پور کے ذیل میں حضرت حکیم صاحبؓ کا نام بھی موجود ہے۔

جون 1897ء میں قادیان میں ڈائمنڈ جوبلی منائی گئی اور ایک بڑے جلسے کا اہتمام کیا گیا حضرت حکیم صاحب خود تو جلسہ میں نہ حاضر ہوسکے لیکن جلسہ کے لئے چندہ ادا کیا۔ حضور علیہ السلام نے ازراہ شفقت آپ کا نام بھی فہرست میں شامل کیا ہے اور آپکا نام 297 نمبر پر موجود ہے۔

آپکی بڑی خوش قسمتی یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے آپ کا نام اپنے 313 کبار صحابہ کی فہرست میں یوں شامل فرمایا ہے:

219۔ مولوی شیر محمد صاحب ہجن۔ شاہ پور

حضرت مولوی شیر محمد صاحبؓ نے قریباً 50 سال کی عمر میں 1904ء میں وفات پائی۔ 7/ستمبر 1905ء کو حضور علیہ السلام نے وفات پاجانے والے چند صحابہؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپؓ کا بھی تذکرہ فرمایا۔ آپ کی وفات پر اخبار ''البدر'' قادیان نے لکھا:

''مولوی صاحب موصوف موضع ہجن تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ تصنیف کی تو اس کتاب کو پڑھنے کے بعد حضرت اقدس کے ارادتمندوں اور بہت آمدورفت رکھنے والوں میں سے ایک یہ بھی تھے اور اول مرتبہ جب آپؑ دہلی تشریف لے گئے تو یہ بھی ہمراہ تھے۔ آپؑ کے پرانے خادموں میں سے تھے حضرت اقدس سے انہیں ایک خاص اُنس ومحبت تھی۔ دین کے خادم تھے اور اپنے ضلع میں خدا کے اس سلسلہ کو پھیلانے کا دل میں بہت جوش تھا......اور کئی آدمیوں نے ان کے ذریعہ بیعت کی اور علاوہ علم و فضل ودینداری اور تقویٰ کے حاذق طبیب ہونے کی وجہ سے اپنے ضلع بھر میں مشہور ومعروف تھے اور لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے شاگرد ہونے کا ان کو فخر حاصل تھا اور مولوی صاحب کو بھی ان سے بڑی محبت تھی۔

مولوی صاحب مرحوم کا اخلاص اس سے بھی ظاہر ہے کہ اپنی وفات سے پہلے انہوں نے وصیت کی تھی کہ میری زمین کا نصف حصہ سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے وقف کیا جاوے۔ چنانچہ ان کی بیوہ ہر سال زمین کی پیداوار کی نصف قیمت حضرت اقدس کی خدمت میں بھیج دیا کرتی ہیں ان کی وفات بھی عجیب نظارہ تھا وفات تک پورے ہوش میں رہے اور قرآن شریف لے کر وعظ کر رہے تھے اور ابھی انگلی قرآن شریف میں ہی تھی کہ جان دیدی۔ ازالہ اوہام میں جن مخلصین کا نام حضرت اقدس نے لکھا ہے ان میں ان کا بھی نام ہے سلسلہ کی تائید میں انہوں نے پنجابی زبان میں ایک نہایت مفید نظم تصنیف کی تھی''۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ کے ''الوصیت نمبر'' میں شامل مکرم عبدالحمید خان شوقؔ صاحب کی ایک نظم بعنوان ''بہشتی مقبرہ'' سے انتخاب پیش ہے:

اے بہشتی مقبرہ! اے ارض نیک نام
سو رہے ہیں تجھ میں لاکھوں دین کے مخلص غلام
شوکتِ اسلام اور دیں کی ترقی کے لئے
کر گئے قربان اپنی دولتِ دنیا تمام
زندگی میں رات دن یادِ خدا میں گامزن
موت پر ۔ قدوسیوں میں تا ابد محوِ خرام
تُو درخشاں کیوں نہ ہو جُوں چشمۂ آبِ بقا
دفن ہیں تجھ میں مسیحؑ پاک کے رخشاں غلام

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

27th October 2006 – 2nd November 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 27th October 2006

00:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:15	Al-Maa'idah: A cookery programme
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 189, Recorded on: 31/07/1996.
02:45	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to India.
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 149, Recorded on: 09/09/1996.
05:15	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:25	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 15th September 2005.
08:10	Le Francais C'est Facile, No. 77
08:40	Siraiki Service
08:55	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 11, Recorded on 29th April 1994.
09:55	Indonesian Service
11:10	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	LIVE Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
13:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:20	Bangla Shomprochar
15:15	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05	Friday Sermon [R]
17:05	Interview: An interview with Kanwar Idrees.
17:55	Le Francais C'est Facile, No. 77 [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:05	Friday Sermon [R]
22:10	Urdu Mulaqa'at, Session 11 [R]
23:25	MTA Variety: A programme discussing the attributes of Allah.

Saturday 28th October 2006

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05	Le Francais C'est Facile, No. 77
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 190, Recorded on: 01/08/1996.
02:35	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 27th October 2006.
03:35	Bangla Shomprochar
04:35	Interview
05:25	MTA Variety: A programme discussing the attributes of Allah.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 23rd September 2005.
07:55	Ashab-e-Ahmad
08:30	Friday Sermon [R]
09:50	Indonesian Service
10:50	French Service
12:00	Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:45	MTA International Jama'at News
12:55	Bangla Shomprochar
14:00	Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
15:50	Moshaa'irah: An evening of poetry
17:00	Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 08/07/1995, Part 1.
18:00	Australian Documentary: A documentary about Camels.
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
21:55	Australian Documentary [R]
22:20	Husn-e-Biyan: A quiz programme
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 29th October 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05	Husn-e-Biyan: A quiz programme
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 191, Recorded on: 06/08/1996.
02:40	Ashab-e-Ahmad
03:20	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 27th October 2006.
05:30	Australian Documentary: A documentary about Camels.
06:00	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 23rd September 2005.
08:05	Learning Arabic, Programme No. 3
08:25	MTA Travel: A programme featuring a visit to Athens, the capital of Greece.
09:00	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 10th February 2006.
12:10	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
13:30	Bangla Shomprochar
14:35	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 27th October 2006.
15:35	Huzoor's Tours [R]
16:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
17:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th May 1984.
18:10	Learning Arabic, Programme No. 3 [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 192, Recorded on: 07/08/1996.
20:30	MTA International News Review [R]
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:00	Huzoor's Tours [R]
22:40	MTA Travel [R]
23:15	Ilmi Khutbaat

Monday 30th October 2006

00:00	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
01:10	Learning Arabic, Programme No. 3
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 192, Recorded on 07/08/1996.
02:30	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 27th October 2006.
03:40	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 05/05/1984.
04:45	Ilmi Khutbaat
05:30	MTA Travel: a programme featuring a visit to Athens, the capital of Greece.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 9th September 2006.
08:00	Le Francais C'est Facile, Programme No. 25
08:30	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 15, Recorded on 15th December 1997.
09:40	Indonesian Service
10:50	Signs of the Latter Days
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on: 02/12/2005.
15:05	Signs of the Latter Days [R]
16:10	Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
17:10	Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 193, Recorded on: 08/08/1996.
20:30	MTA International Jama'at News
21:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:15	Friday Sermon Recorded on 02/12/2005 [R]
23:05	Medical Matters: A health related programme

Tuesday 31st October 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:40	Le Francais C'est Facile, Programme No. 25
01:10	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 193, Recorded on 08/08/1996.
02:10	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 02/12/2005.
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 15, Recorded on 15th December 1997.
04:05	Medical Matters
04:55	Signs of the Latter Days
06:05	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 10th September 2006.
08:20	Learning Arabic, programme No. 3
08:35	MTA Variety: "Hospital on the Hills" - a documentary about Fazl-e-Umar Hospital.
08:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th January 1996, Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00	Bengali Service
14:05	Jalsa Salana Germany 2003: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana Germany. Recorded on 23rd August 2003.
15:15	Learning Arabic, Programme No. 3 [R]
15:30	MTA Variety [R]
15:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:50	Aina-e-Jihad: A programme on the topic of the definition of Jihad.
17:25	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:05	Aina-e-Jihad [R]
22:35	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:45	MTA Variety [R]

Wednesday 1st November 2006

00:05	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:10	Learning Arabic, Programme No. 3
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 194, Recorded on 13/08/1996.
02:30	Jalsa Salana USA 2005: A speech delivered by Ameer Sahib USA, on the topic of "the life of the Holy Prophet (saw).
03:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th January 1996, Part 2.
04:55	Aina-e-Jihad: A programme on the topic of the definition of Jihad.
05:35	MTA Variety: "Hospital on the Hills", a documentary about Fazl-e-Umar Hospital.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:20	Children's Class of (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 10th September 2005.
08:15	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:50	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25/03/1996. Part 1.
09:55	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05	Bengali Service
14:10	From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), Recorded on 31/12/1982.
14:45	Australian Documentary: a documentary about Australian Flora and Fauna.
15:30	Jalsa Speeches
16:05	Children's Class [R]
17:05	Husn-e-Biyan: A quiz programme
17:35	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 195, Recorded on 14/08/1996.
20:35	MTA International News Review
21:10	Children's Class [R]
22:10	Jalsa Speeches
22:45	Husn-e-Biyan [R]
23:20	From the Archives [R]

Thursday 2nd November 2006

00:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30	Husn-e-Biyan: A quiz programme
02:05	Liqaa Ma'al Arab, Session No. 195 [R]
03:10	The Philosophy of the Teachings of Islam
03:35	Hamari Kaa'enaat
04:05	From the Archives: Recorded on 31/12/1982.
04:45	Australia Documentary
05:20	Jalsa Speeches
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 23rd September 2006.
08:05	English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 22, Recorded on: 19/06/1994.
09:10	Al-Maa'idah: A cookery programme
09:25	Huzoor's Tour of West Africa 2004
10:10	Indonesian Service
11:20	Pushto Muzakarah
12:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00	Bengali Service
14:05	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 150, Recorded on 10th September 1996.
15:10	Huzoor's Tours [R]
16:15	English Mulaqa'at [R]
17:15	Moshaa'irah: An evening of poetry.
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review
21:05	Tarjamatul Qur'an Class, Session 150 [R]
22:10	Al Maa'idah: A cookery programme
22:20	MTA Travel
23:50	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT***

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 13 Friday October 20, 2006 Issue No. 42

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ایک مضحکہ خیز ادّعا

جناب ابوذر سیکرٹری اطلاعات اہلحدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب راوی ہیں (دروغ برگردن راوی) کہ ضلع شیخوپورہ کی فیڈریشن کے صدر بابر سلفی نے فرمایا ہے کہ ''اہلحدیث وہ جماعت ہے جو 14 سو سال قبل سے آج تک ہر فتنے کا مقابلہ کر رہی ہے''۔

(ہفت روزہ اہلحدیث 7/اکتوبر 2005ء صفحہ 19 کالم 3)

یہ عجیب وغریب تعلّی سن کر ہمیں ''تحریک ختم پاکستان'' 1954ء کی تحقیقاتی عدالت کی کارروائی کا یہ دلچسپ واقعہ یاد آ گیا کہ احراری لیڈر جناب شجاع آبادی صاحب نے دوران شہادت کہا کہ قادیانی جماعت تو 1889ء میں قائم ہوئی ہم احرار چودہ سو سال سے ہیں۔ عدالت میں خالد احمدیت حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم جماعت کی طرف سے دفاع کر رہے تھے۔ آپ اپنے دستور کے مطابق شان جلال وتمکنت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ شجاع آبادی صاحب کسر نفسی سے کام لے رہے ہیں احرار چودہ سو سال سے نہیں آدم کے زمانہ سے چلے آ رہے ہیں۔ وہ اس وقت ایجی ٹیشن کرتے ہیں جب کوئی نبی ظاہر ہوتا ہے اور ان کی شورش کا محور صرف یہ ہوتا ہے کہ اُسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس جواب لا جواب پر کمرہ عدالت قہقہوں سے گونج اٹھا۔

انکار مہدیٔ اُمّت کے لئے ''کتاب الحیل'' کا وسیع استعمال

اکیسویں صدی کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اگرچہ 1894ء کے رمضان (1311ھ) میں ظہور مہدی کا نشان چاند سورج گرہن پوری آب وتاب سے رونما ہو چکا ہے مگر ازلی نوشتوں کے مطابق علماء زمانہ خدا کے برگزیدہ مہدی کی تکفیر پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنی اس روش کے جواز میں کتاب الحیل کا وسیع پیمانہ پر استعمال کر رہے ہیں۔ کبھی فرماتے ہیں کہ مہدی عرب میں چھُپتا پھرے گا اور لوگ اس کو ڈھونڈ نکالیں گے۔ حالانکہ مہدی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود اُسے ہدایت فرمائے گا۔ وہ خدا کی طرف سے ہوگا اور خدا تعالیٰ ہی اسے اس منصب پر فائز فرمائے گا۔

کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ سرزمین عرب سے مہدی جلوہ گر ہوگا حالانکہ انہیں مسلّم ہے کہ حرمین پر پھر سے دور جاہلیت مسلط ہے اور اس کے حکمران بنارس اور ہردوار کے پنڈت اور مہنت بنے ہوئے ہیں اور معلمین حج کا کردار، دلاّل اور سفری ایجنٹوں کا سا ہے۔ (خطبات صفحہ 196 مؤلفہ امیر جماعت اسلامی) اور عرب ممالک اسلامی نظریہ کو چھوڑ کر نیشنلزم کے پجاری بن چکے ہیں۔ (ترجمان القرآن نومبر 2005ء صفحہ 73-74)

سب سے بڑا حیلہ یہ تراشا جا رہا ہے کہ مہدی کے ساتھ ہی یہودی اُمّت کے مسیح ناصری کا نزول بھی ہوگا۔ جب تک یہ علامت پوری نہ ہو ہم کسی مدعی مہدویت کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ حالانکہ قرآن مجید کی آیت ﴿فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ﴾ سے بالبداہت ثابت ہے کہ حضرت مسیحؑ وفات پا چکے ہیں اور ہرگز دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے اور یہ ایسی صداقت ہے کہ عرب وعجم کے بہت سے علماء جن میں اسلامک سینٹر جنیوا کے علامہ اسد، نامور مصری عالم علامہ رشید رضا، سابق مفتی مصر الاستاذ محمود شلتوت، لبنان کے عبقری الاستاذ عباس محمود، سید قطب رہنما اخوان المسلمین، مصری فاضل محمد الغزالی، ایرانی عالم زین الدین رہنما، عبیداللہ سندھی، ابوالکلام آزاد، علامہ عنایت اللہ مشرقی جیسے نامور مشاہیر شامل ہیں، ڈنکے کی چوٹ پر وفات مسیح کا اعلان کر چکے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جنوبی ہند کے مشہور مباحثہ کوئمبطور کے موقع پر دنیا بھر کے علماء کو چیلنج دیا تھا کہ اگر وہ عیسیٰ کو آسمان سے اتار دیں تو انہیں ایک کروڑ روپیہ دیں گے مگر چونکہ یہ طائفہ بخوبی جانتا ہے کہ باقی نبیوں کی طرح حضرت مسیح بھی وفات پا چکے ہیں اس لئے اُن پر سکوت مرگ طاری ہے اور قیامت تک رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1903ء میں پیشگوئی فرمائی: ''مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھے گی......۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا''۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 367)

تراجم حدیث میں مجرمانہ تغافل

جناب مولوی وحید الزمان صاحب (ولادت 1850ء وفات 15/مئی 1920ء بمقام حیدرآباد دکن) ایک نامور اہلحدیث عالم تھے جنہوں نے مجدد اہلحدیث سید محمد حسین قنوجی صاحب کی تحریک پر صحاح ستّہ کے اردو تراجم لکھے جس کے لئے حرمین شریفین کی طرف سے پچاس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا گیا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب ایک روپیہ کی دواڑھائی من گندم اور ایک روپیہ کا چار سیر گھی مل جاتا تھا۔ بالفاظ دیگر آج کے حساب سے کم وبیش سات آٹھ ہزار روپے ان کا ماہوار مشاہرہ تھا۔

جناب مولوی صاحب کے تراجم احادیث شائع شدہ ہیں اور مجرمانہ تغافل اور حدیث رسول سے بے وفائی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اصحاب سخن کی متفق رائے ہے کہ صحیح ترجمہ کی اصل معیار یہ ہے کہ وہ اصل دکھائی دے مگر آپ کے تراجم کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

''ہم آپ کی عیادت کے واسطے آئے دیکھا تو آپ حضرت عائشہ کے بنگلے میں تسبیح کر رہے ہیں''۔

(ترجمہ ابوداؤد جلد اول صفحہ 254 مطبع سعیدی کراچی)

''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدائشی سنتوں سے کلی کرنا ہے''۔ (ایضا صفحہ 57)

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

''اس وقت حضرت عمرؓ نے دل میں کہا کاش تو مر گیا ہوتا۔ اے عمر تین بار تو نے کڑ کڑا کر پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے''۔ (ترجمہ موطا جلد اول صفحہ 265 مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

وحید الزمان صاحب کے ترجمہ موطا جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی کا مطالعہ کر کے دل لرز اٹھتا ہے کہ انہوں نے ظالمانہ طور پر بہت سے الفاظ نبوی کا ترجمہ ہی غائب کر ڈالا ہے یا مبہم اور دوسطری ترجمہ کر کے رسول کائنات کے مبارک الفاظ کو مسخ کر کے اُن کا خون کر دیا ہے۔ یہی نہیں بعض مقام پر اپنے اسلوب ترجمہ سے لکھنؤ کے بھٹار خانوں کو بھی شہ مات دے دی ہے۔ (ملاحظہ ہو ترجمہ سنن ابی داؤد جلد اول صفحہ 248 ناشر قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی)

گستاخیٔ رسول کے ''کارنامہ'' کی تشہیر

گستاخیٔ رسول کے اس شرمناک مظاہرہ کے باوجود ان کی خوش فہمی کی داد دینا چاہئے۔ کس فخریہ انداز میں اپنے ''کارنامہ'' کے تشہیر کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ ترجمہ ابوداؤد کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:

''اس کتاب کے ترجمہ سے عمل بالحدیث بہت رائج ہوگا اور حالت قدیمہ جو صحابہ اور تابعین کے عہد میں تھی اور اب نسیًا منسیًا ہوگئی اس کا پھر ظہور ہوگا۔ اس کے ظہور سے متعصّبانہ تقلید کی ظلمت اور تاریکی بالکل دور ہو جاوے گی۔ کیا عجب ہے جو بعد ترجمہ ہو جانے صحاح ستہ کے تمام اہل ہند کی معمول بہ کسی زمانہ میں یہی کتابیں ہو جاویں۔ علی الخصوص **زمانہ مہدی علیہ السلام میں جواب بلحاظ کیفیت اور حالت اعمال کے نہایت قریب معلوم ہوتا ہے۔** ایک روز میں سر جھکا کر عالم خلوت میں تصور ذات الٰہی میں مصروف تھا **دفعۃً الہام ہوا کہ یہ ترجمہ صحاح ستہ** ایک وقت میں نہایت مقبول ہوگا اور اہل اسلام ہند کے واسطے ایک سند محکم شمار کیا جاوے گا۔ اور ضرور ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اگر ہماری حیات میں پیدا ہوں تو ان ترجموں کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور نہایت پسند کریں گے۔ اور اگر ہماری موت کے بعد ظاہر ہوں تو اور مسلمانوں کو ہماری یہ وصیت ہے کہ ان کتابوں کو حضرت کے ملاحظہ میں لے جاویں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مطبوع طبع ہوں گے اور حضرت ممدوح اپنی دعائے مستجاب سے مؤلف اور مترجم اور باعث ترجمہ کو محروم نہ فرماویں گے۔ واللہ الموفق والمعین''۔

مختصر جماعتی خبریں

یوکے (UK):

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے) میں مورخہ 15 سے 17/ستمبر 2006ء منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریب 15/ستمبر بروز جمعہ شام ساڑھے چھ بجے عمل میں آئی۔ افتتاحی تقریب سے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے خدام کو ایسی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی جس کے ذریعے صحافت جیسے میدان میں قوم کی خدمت کے مواقع پیدا ہو سکیں۔ تینوں روز خدام اور اطفال کے علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوتے رہے۔ دوسرے روز شام کو برطانیہ بھر کے مختلف ریجنز نے الگ الگ باربی کیو سٹالز لگائے۔ یہ پروگرام ہر سال ہی بہت دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔ اس سال بھی خدام اور اطفال بلکہ انصار اور دیگر مدعووین بھی اس پروگرام سے خوب محظوظ ہوئے۔ سب سے اہم بات یہ کہ اس باربی کیو پروگرام کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر رونق بخشی۔ آپ تمام سٹالز پر بھی ازراہ شفقت تشریف لے گئے۔ تیسرے روز ہونے والی اختتامی تقریب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے رونق بخشی اور خدام سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے روحانی ترقی اور استغفار کے باہم تعلق کو بیان فرما کر خدام کو نصائح سے نوازا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی جس کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

انڈیا:

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے 12 سے 14 ستمبر 2006ء کو اپنے 37 ویں سالانہ اجتماع کے انعقاد کی توفیق پائی۔ اس اجتماع کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے احمدیہ گراؤنڈ قادیان میں کیا۔ اس اجتماع کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خصوصی طور پر اس اجتماع کے لئے پیغام ارسال فرمایا۔ یہ مقدس پیغام افتتاحی اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں عبادات بالخصوص پنج وقتہ نماز کے التزام کی تلقین فرمائی۔

اپنے افتتاحی خطاب میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے خدام کو حضور انور کے پیغام کی روشنی میں نصائح کیں۔ تین روز تک جاری رہنے والا اجتماع احمدیہ گراؤنڈ میں دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ اس اجتماع کے انعقاد کی خبریں ۲۰ ممتاز اخبارات ورسائل نے نمایاں رنگ میں شائع کیں جبکہ آل انڈیا ریڈیو اور ٹی وی چینلز نے بھی اس کو خبروں میں شامل کیا۔